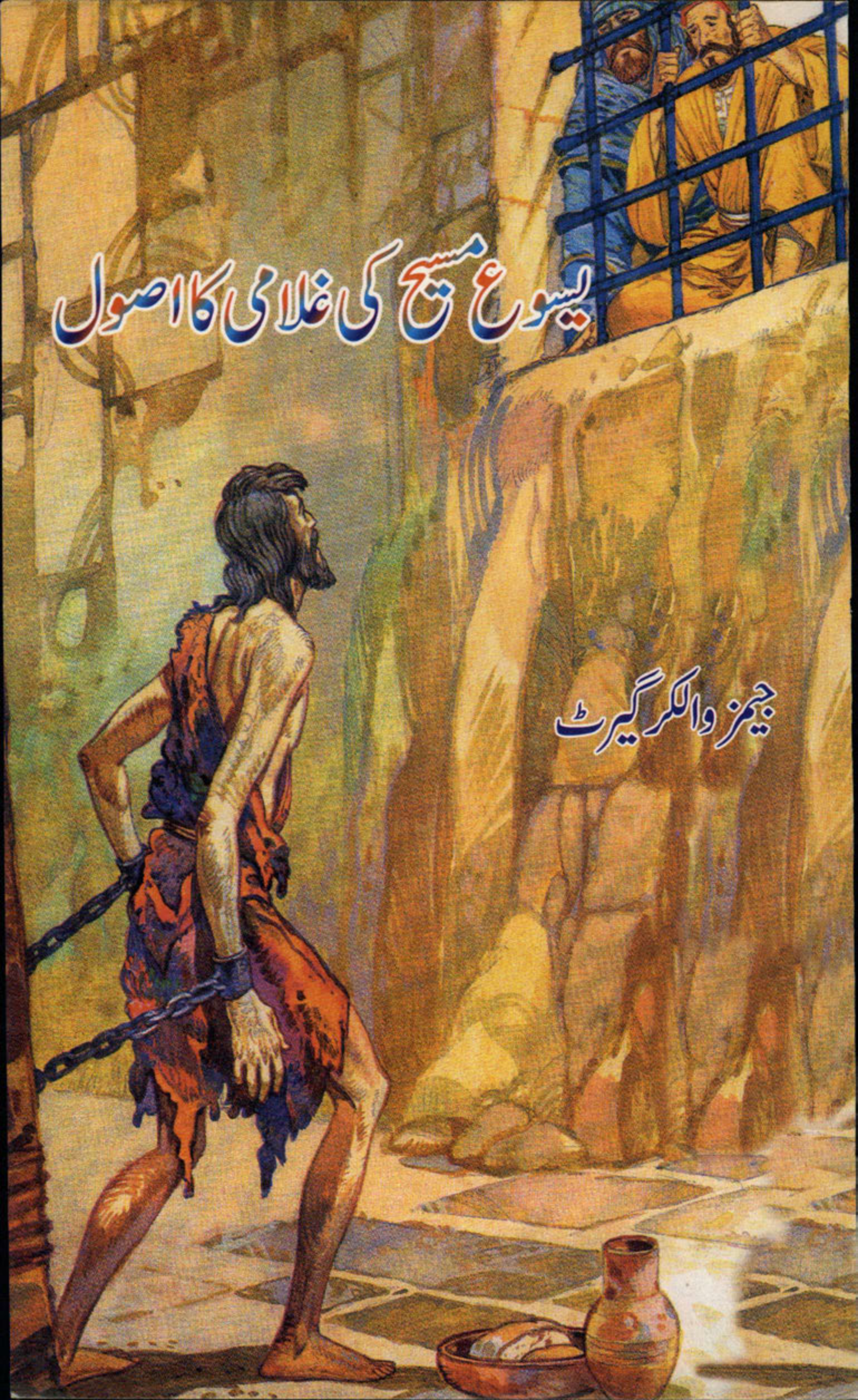
یسوع مسیح کی غلامی کا اصول
جیمز والکر گیرٹ

جُملہ حقوق بحقِ ناشرین محفوظ ہیں!

Original Title: "The Doulos Principal"

کتاب ......☆......☆......☆...... یسوع مسیح کی غلامی کا اصول

مصنف ......☆......☆......☆...... جم گیرٹ

سَرورق ......☆......☆......☆...... ایوب قیصر

کمپوزنگ ......☆......☆......☆...... جاوید بابو

تعداد ......☆......☆......☆...... 2ہزار

بار ......☆......☆......☆...... دوئم

ناشرین: فُل گاسپل اِسمبلیز آف پاکستان

The Doulos Principle

Urdu Edition

Copyright 2015 Voice Media

info@VM1.global
Web home: www.VM1.global

All rights reserved. No part of the publication may be reproduced, distributed or transmitted in any form or by any means, including photocopying, recording, or other electronic, or mechanical methods, without the prior written permission of the publisher, except in the case of brief quotations embodied in critical reviews and certain other noncommercial uses permitted by copyright law. For permission requests, email the publisher, addressed "Attention: Permission Coordinator," at the address above.

This publication **may not be sold, and is for free distribution** only.

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
11	نئے عہد نامہ میں مسیح کی غلامی کا اصول	-1
22	اور رسولوں نے خداوند کہا ہمارے ایمان کو بڑھا	-2
27	ہر ایک غلام کو قیمت سے خریدا گیا ہے	-3
33	ایماندار کے اصول کو جاننے سے ایمانداری کا رویہ پیدا ہوتا ہے	-4
56	آقا حالات وواقعات کا تعین کرتا ہے	-5
67	مالک اپنے غلام کیلئے خدمت کا تعین کرتا ہے	-6
79	غلام کی خدمت کا انتخاب مالک کرتا ہے	-7
86	مالک سخت محنت کی توقع کرتا ہے	-8
92	غلام اپنے مالک کی مہیا کردہ نعمتوں پر تکیہ کرتا ہے	-9

پیش لفظ

آج جبکہ بہت سی کتابیں چھاپی جارہی ہیں خاص طور پر روحانی موضوعات پر۔تو ہم کسی اور کتاب کی ضرورت کو کس طرح بیان کر سکتے ہیں۔ کتاب ''امریکہ کا اعلان آزادی'' کے مصنف نے ایک اور کتاب لکھی اور اس میں ان وجوہات کو بیان کیا جنہوں نے اُسے پہلی کتاب لکھنے پر مجبور کیا۔ میرے خیال میں ایسا تمام مصنفین کر سکتے ہیں۔یعنی یہ کہ انہیں کوئی کتاب لکھنے پر کن باتوں نے مجبور کیا۔جیسا کہ آپ کو اس کتاب کا تعارف پڑھ کر معلوم ہوگا میں نے یہ کتاب اُس وقت لکھی جب میری ذاتی زندگی بحران کا شکار تھی۔تعارف میں بیان کئے گئے واقعہ کے تقریباً دو ہفتے کے بعد میں نے اپنے شہر (تلسا۔اوکلاہاما) کے ایک گرجا گھر میں واعظ کے دوران وہ اصول بیان کیا جو اس کتاب کا موضوع ہے۔لوگوں کی طرف سے اس کا فوری ردعمل ظاہر کیا گیا۔آئندہ دنوں میں مجھے جہاں بھی موقع ملتا میں اس موضوع کو ہی بیان کرتا۔لوگوں نے مجھ سے اس واعظ کی کاپیاں مانگنا شروع کر دیں۔ مجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے خود اپنے واعظ کے نوٹس میں سے مسودہ تیار کیا یا کسی نے میرے واعظ کی ریکارڈ شدہ ٹیپ سے اس کو لکھا۔ بہرحال ایک سادہ سا کتابچہ تیار کیا گیا جس میں یہ واعظ موجود تھا۔ بیس سال بعد اسی گرجا گھر میں ایک خاتون نے اس کتابچے کا ایک خوبصورت ٹائٹل

تیار کیا۔

اس کتابچے کی بے شمار کاپیاں تیار کر کے لوگوں کو بھیجی گئی ہیں۔لیکن ہم نے اس کے لئے کبھی کوئی اشتہار یا کسی اور قسم کی پبلسٹی نہیں کی۔مختلف کلیسیائیں اور افراد ہمیں بار بار درخواستیں بھیجتے رہتے ہیں کہ یہ کتابچہ انہیں ارسال کیا جائے۔اگرچہ یہ کوئی باقاعدہ طریقہ سے لکھا اور تیار کیا ہوا نہیں ہے بلکہ میرے خیال میں یہ نامکمل ہے۔کئی سالوں سے میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ مجھے اس پر کام کرنا چاہئے اور اس میں غیر ضروری مواد نکال کر ضروری مواد شامل کر کے اسے نئے سرے سے بہتر انداز میں تیار کرنا چاہئے۔آخر کار مجھے ایسا کرنے کا وقت مل ہی گیا۔کتابچے اور اس کتاب میں ایک فرق یہ ہے کہ ہم نے فالتو حاشیہ جات اور اختتامی نوٹس وغیرہ (Footnote & endnotes) ختم کر دیئے ہیں۔

میرا خیال تھا کہ میں ایک بڑی سی کتاب لکھوں جس میں اُن تمام الٰہیاتی مسائل کا احاطہ کیا جائے جن کا اس موضوع سے کسی بھی طرح کا تعلق ہو۔لیکن مسودے پر کام کرتے ہوئے مجھے احساس ہوا کہ مجھے ایک چھوٹی کتاب لکھنا چاہئے جسے ایک ہی نشست میں پڑھ کر ختم کیا جا سکے۔جیسے کہ اس طرح کی دوسری کتابیں مثلاً ''دنیا کی سب سے قیمتی چیز'' یا ''خدا کی حضوری کی عادت ڈالنا''۔میں اس بات پر قائل ہو گیا تھا کہ ایک چھوٹی کتاب پڑھنے والے کے ذہن پر زیادہ اثر ڈالتی ہے بہ نسبت اس بڑی کتاب کے جس میں کسی موضوع پر اُٹھنے والے تمام چھوٹے بڑے سوالات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

میرا ایمان ہے کہ جہاں پر کسی سوال کا جواب اس کتاب میں نہیں دیا جائے گا

وہاں روح القدس خود پڑھنے والے کی رہنمائی کرے گا اور جواب مہیا کرے گا۔(میں نے اپنے طور پر کوشش کی ہے کہ ممکنہ سوالات کے جوابات اختتامی کلمات میں دیئے جائیں۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ ایک دفعہ اس کتاب کو ایک نشست میں پڑھیں پھر روزانہ ایک یا دو ابواب کا مطالعہ کریں اور خدا کو موقع دیں کہ وہ آپ پر سچائی کو آشکار کرے۔ میں نے دیکھا ہے کہ خدا میری ذاتی زندگی میں بہت گہرے طریقہ سے اس اصول کو کام کرنے کا موقع دیتا ہے۔ حال ہی میں میری پیاری بیوی باربرا کو بڑے خطرناک قسم کے آپریشن سے گزرنا پڑا اور اس کے کئی ہفتے ہسپتال میں گزرے۔ میرے ایک دوست نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں اس واقعے کے حوالے سے اس کتاب میں کوئی باب لکھنا چاہوں گا کہ میں نے اس واقعے سے کیا سیکھا۔ لیکن میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ایسا نہ کروں۔ مسیح کی غلامی کا تعلق صرف مشکل اوقات سے نہیں ہے اگرچہ یہ سب اس کا حصہ ہیں۔ اس کا تعلق ایک ایسی زندگی گزارنے سے ہے جس میں آپ مکمل طور پر مسیح کے تابع ہوں۔ اور کامل طور پر اُس پر بھروسہ رکھتے ہوں کہ وہ ہمارا بادشاہ ہے اور ہم اُسکے غلام ہیں۔

میں اپنے ان تمام دوستوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس مسودہ کو بار بار پڑھا اور اس کتاب کی تیاری کے مختلف مراحل میں میرے مددگار رہے۔ ان میں بروس کلٹر، باب ولیم اور شیرلی ولیم، کلے سٹیرٹ اور بل سلیوان اور میری بیوی باربرا شامل ہیں۔ اس کتاب کی اشاعت میں مدد کیلئے میں اولڈ پاتھ ٹریکٹ سوسائٹی کا بھی شکر گزار ہوں۔ اس کتاب کے کور کے ڈیزائن کیلئے ٹینا البرٹ کا بھی شکر گزار ہوں۔

سب سے آخر میں اور سب سے بڑھ کر میں خدا کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے اتنا

اچھا خاندان اور اتنے اچھے دوست عطاء کئے کہ میں دنیا میں اپنے سالوں کو اُن کے ساتھ مل کر گزاروں۔ ہم سب مل کر ''یسوع مسیح کی غلامی کا اصول'' سیکھ رہے ہیں۔ ہم کبھی بھی اسے مکمل طور پر سیکھ نہیں سکتے جب تک ہم اس کے مطابق زندگی گزارنا شروع نہ کردیں۔ یہی اس کتاب کا موضوع ہے۔

''اب خدا اطمینان کا چشمہ جو بھیڑوں کے بڑے چرواہے یعنی ہمارے خداوند یسوع کو ابدی عہد کے خون کے باعث مردوں میں سے زندہ کر کے اُٹھا لایا۔ تم کو ہر نیک بات میں کامل کرے تا کہ تم اس کی مرضی پوری کرو اور جو کچھ اس کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہم میں پیدا کرے جس کی تمجید ابدالآباد ہوتی رہے۔ آمین'' (عبرانیوں 13:20-21)

مسیح ہمارے خداوند اور بادشاہ کی غلامی میں آپ کا ساتھی

جم گیرٹ

ٹلسا اوکلاہاما ریاست ہائے متحدہ امریکہ

1999ء

تعارف

ایک دن۔ جب میری زندگی تبدیل ہوگئی

میں یہ تو نہیں جانتا کہ خدا کون سی زبان بولتا ہے لیکن یہ یہ جانتا ہوں کہ جس دن خدا نے میرے ساتھ کلام کیا تو اس نے میرے سامنے ایک یونانی لفظ رکھا۔

یہ واقع 1970ء کے درمیانی مہینوں کا ہے۔ اس سے پچھلے سال میں میرے گھر کے تمام چھ ارکان ہسپتال میں داخل رہے۔ میری بیوی باربرا کو السر کی بیماری پچھلے بیس سالوں سے ہے یہی وجہ ہے کہ ہم صحت کی انشورنس بھی نہیں خرید سکتے۔ اس سال وہ کافی زیادہ بیمار ہوگئی اور کئی دنوں تک ہسپتال میں داخل رہی۔ ہمارا سب سے بڑا بیٹا جم جونیئر پھیپھڑوں کی انفیکشن کا شکار ہو کر ایک ہفتہ سے زیادہ دیر ہسپتال داخل رہا۔ ہماری بیٹی ڈیانا کو شدید سر درد کی شکایت ہوگئی۔

مختلف قسم کے ٹیسٹ لینے کے لیے اسے آیوڈین کا ٹیکہ لگایا۔ بدقسمتی سے وہ آیوڈین سے الرجک تھی اور وہ بالکل مرتے مرتے بچی۔

ہمارے دوسرے بیٹے جان کو جھیل کے ایک علاقہ میں کھیلتے ہوئے سات زہریلے سانپوں نے کاٹ لیا۔ اس کا ایک دوست جو اس کے ساتھ کھیل رہا تھا اسے ہسپتال لے کر گیا۔ وہاں اسے اتنے زیادہ ٹیکے لگے کہ اس ہسپتال کی تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ ڈاکٹروں کو اس کے بچنے کی امید نہ تھی اس کے بعد یہ ہوا کہ زہر کے خلاف لگنے والے ٹیکوں سے اسے الرجی ہوگئی اور وہ اس سے بھی تقریباً مرتے مرتے بچا۔

ہمارے دوسرے بیٹے کا بیس بال کھیلتے ہوئے بازو ٹوٹ گیا اور وہ بھی کچھ دیر ہسپتال داخل رہا۔ اور پھر باقاعدگی سے سرجنوں کو دکھاتا رہا۔ ہمارا سب سے چھوٹا بیٹا سائیکل چلاتے ہوئے گر کر دانت تڑوا بیٹھا اور کافی دیر تک بے ہوش رہا۔

اپنے خاندان کا میں واحد رکن تھا جسے اس عرصہ کے دوران صحت کے معاملہ میں کوئی مسئلہ پیش نہ آیا۔ میں پچھلے تیس سالوں سے خدا کے ساتھ بڑی وفاداری سے چل رہا تھا۔ اس سارے عرصہ میں شاید بہت ہی تھوڑی دیر کیلئے خدا کے راستے سے ہٹا ہوں گا۔ لیکن اس وقت میرے سامنے ہسپتالوں کے بلوں کا ایک انبار تھا آخر یہ سب کچھ میرے ساتھ ہی کیوں ہو رہا تھا دس سال کی عمر سے جب میرا بپتسمہ ہوا میں وفاداری سے دہ یکی دے رہا تھا۔ اس تھوڑے سے عرصہ میں بھی جب میں خدا سے دور رہا میں باقاعدگی سے دہ یکی دیتا تھا۔ بچپن میں مجھ کسی کے گھر کے لان کی گھاس کاٹ کر 25 سینٹ ملا کرتے تھے میں اکثر اس پریشانی میں گھرا رہتا کہ میں ڈھائی سینٹ دہ یکی کیسے دوں۔ لہٰذا اکثر میں 5 سینٹ چندہ ڈال دیتا۔ لہٰذا (ملاکی 10:3) کے مطابق میرے اوپر آسمان کی کھڑکیوں سے برکت برسنی چاہیے تھی لیکن ایسا نہیں ہو رہا تھا۔ آخر کیا مسئلہ تھا۔ (1)

ہزاروں ڈالر جو میں نے ہسپتالوں اور ڈاکٹروں کو ادا کرنے تھے میرے لیے اتنا بڑا بوجھ تھے کہ میں صحیح طرح سانس نہیں لے سکتا تھا ان لوگوں کے مجھے اتنے فون آتے کہ میرا فون اٹھانے سے دل گھبراتا تھا میرے لیے یہ بڑے شرم کی بات تھی کیونکہ میری تربیت کے مطابق معزز شخص ہمیشہ اپنے بل وقت پر ادا کرتا ہے لیکن میں ایسا نہیں کر پا رہا تھا۔

میں گھنٹوں تک خدا سے دعا کرتا رہتا اور التجائیں کرتا رہتا کہ خدا میری مدد کرے ایک دن بعد دوپہر میں کرسی سے نیچے اتر کر گھٹنوں کے بل دعا کر رہا تھا کہ میں نے بے اختیار رونا شروع کر دیا۔ میں اتنا رویا کہ میرے سامنے پڑا کشن بھیگ گیا۔ اس دکھ بھرے ماحول میں سے میں نے خدا کو پکارا۔ آخر کیوں؟ اے خدا آخر کیوں؟ میں کیا کروں؟ پھر اچانک میں نے ایک بڑی واضح آواز سنی میں نے ایک یونانی لفظ سنا ''Doulos'' ڈوُلوس یہ لفظ میری سوچوں پر چھا گیا۔ میں نے اپنے آپ سے پوچھا کہ ''ڈوُلوس''؟ اس کا کیا مطلب ہے میں بالکل حیران ہو گیا اس لفظ کا میرے حالات سے کیا تعلق تھا۔ میں جانتا تھا کہ یونانی۔ کے اس لفظ کا مطلب ''زرخرید غلام'' ہے۔ (2)

روح القدس نے میرے آگے بہت سے سوال رکھنا شروع کر دیئے۔ مجھے اس بات کا احساس ہونے لگا کہ یہ سوال میرے ذہن کی پیداوار نہیں تھے۔ بلکہ یہ خدا کی طرف سے تھے جس سے میں دعا مانگ رہا تھا۔

غلام کس کی ملکیت ہوتا ہے؟ میں نے جواب دیا اپنے مالک کی اس غلام کا خاندان کس کی ملکیت ہوتا ہے؟ اس کے مالک کی۔ میں نے جواب دیا۔

جو لباس وہ غلام اور اس کا خاندان پہنتے ہیں اس کا مالک کون ہے؟ وہی جس نے اسے خریدا ہے میں نے جواب دیا جس گھر میں وہ غلام اور اس کا خاندان رہتے ہیں وہ کس کی ملکیت ہے میں نے پھر وہی جواب دیا کہ اس کے مالک کی۔

پھر ایک سوال میرے سامنے رکھا گیا۔

ایک غلام کے پاس کتنی رقم ہوتی ہے؟ اسے مالک کی طرف سے کتنی رقم ملتی ہے؟

میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا۔ پھر جواب دیا کہ جتنی اس کا مالک چاہے۔

پھر مجھ سے آخری اور فیصلہ کن سوال پوچھا گیا۔

اگر اس غلام پر کوئی بیماری آجائے یا کسی اور طریقہ سے وہ قرض کے نیچے دب جائے اور اس غلام کے پاس کوئی پیسہ نہ ہو۔ تو اس غلام کو کتنی رقم ادا کرنا پڑے گی وہ کتنے قرضے کا ذمہ دار ہوگا۔ میں نے جواب دیا کہ ''کوئی بھی نہیں'' اسے کوئی قرضہ ادا نہیں کرنا پڑے گا کیونکہ اسکا مالک اس کے قرضے کا بھی مالک ہے۔

اس موقع پر میرا دل خدا کے سامنے جھک گیا۔ میں نے خدا سے کہا'' اے خدا تو میرا مالک ہے''میں تیرا زر خرید غلام ہوں اگر تو چاہتا ہے کہ یہ قرضے تیرے غلام کے نام لکھے رہیں تو میں انہیں قبول کرتا ہوں کیونکہ اس کا مالک اس کے قرضے کا بھی مالک ہے۔ میری عزت تیرے ہاتھ میں ہے تو میرا مالک ہے اور میں تیرا بندہ (غلام) ہوں ۔اس کے بعد دوپہر کے بعد میری زندگی یکسر تبدیل ہوگئی ہے میں خدا کے ساتھ اپنے تعلقات کے ایک بالکل نئے دور میں داخل ہوگیا ہوں۔

میں بے ایمانی سے کام لیتے ہوئے یہ نہیں کہوں گا کہ اس وقت سے میں نے کامل راستبازی سے زندگی گذارنا شروع کردی ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ مسیح کی غلامی کا اصول میری زندگی کا سب سے اہم اصول رہا ہے اور ہے۔ اگلے چند ابواب میں میں نے ان تجربات کو بیان کیا ہے اور ان نئے انکشاف کو آپ کے سامنے رکھا ہے جو ان سالوں میں اس اصول کے تحت (یعنی مسیح کی غلامی کے اصول کے تحت) زندگی گذارتے ہوئے میں نے حاصل کئے۔ امید ہے کہ یہ آپ کے لیے باعث برکت ہوں گے۔

باب نمبر 1

نئے عہد نامہ میں ''مسیح کی غلامی'' کا اصول

جس دن میری زندگی تبدیل ہوئی اس دن کے بعد جو پہلا کام میں نے کیا وہ تھا نئے عہد نامہ میں لفظ ''Doulos'' یعنی (مسیح کا) زرخرید غلام'' کے بارے میں تحقیق مجھے معلوم ہوا کہ نئے عہد نامہ میں یہ لفظ 125 بار استعمال ہوا ہے تقریباً ہر مرتبہ یہ لفظ ایماندار اور خدا کے درمیان تعلق کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے یہ یونانی لفظ ''Doulos'' نئے عہد نامہ میں دوسرا سب سے زیادہ مرتبہ استعمال ہونے والا لفظ ہے جس کی مدد سے خدا اور ایماندار کے تعلق کو بیان کیا گیا ہو (3) اس سے زیادہ مرتبہ صرف ایک یونانی لفظ ''Mathetes'' استعمال ہوا ہے جس کا ترجمہ ہم نے شاگرد کیا ہے ۔(4) دلچسپی کی بات یہ ہے کہ لفظ Mathetes صرف انجیلوں اور اعمال کی کتاب میں استعمال ہوا ہے جس میں دوسرے لوگوں نے ایمانداروں کو بیان کرنے کے لئے یہ لفظ استعمال کیا ہے جب کہ باقی نئے عہد نامہ میں رسولوں اور دوسرے ایمانداروں نے اپنے آپ کو بیان کرنے کے لئے لفظ ''Doulos'' یعنی زرخرید غلام کا لفظ استعمال کیا ہے۔

نوکر یا ملازم یا غلام کو بیان کرنے کے لئے یونانی میں کئی الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں بائبل انگریزی کے King James ترجمہ اور اردو ترجمہ میں ان یونانی الفاظ کو زیادہ واضح نہیں کیا گیا بلکہ سب کے لیے تقریباً ایک ہی لفظ نوکر یا بندہ کا استعمال

کیا گیا ہے جس میں اس کا لفظ مفہوم پر زور دیتا ہے مثلاً یونانی لفظ ''Diakonos''(جس سے مراد کرایہ پر لیا گیا نوکر ہے) اور''Doulos'' (یعنی زرخرید غلام) میں بہت فرق ہے لیکن ان تراجم سے ان الفاظ کا مفہوم زیادہ واضح نہیں ہوتا۔

بہت سے جدید انگریزی تراجم میں ان یونانی الفاظ کے مفہوم کو سامنے رکھ کر انگریزی الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے لیکن ان تراجم میں بھی لفظ''Doulos'' کی سختی کو کم کر کے بڑے نرم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً کچھ تراجم میں اس کا مفہوم مالک کے گھر میں مجبوراً رہ کر کام کرنے والا نوکر ہے۔ لیکن دراصل یونانی میں لفظ ''Doulos'' کا مطلب بالکل واضح ہے اور وہ ہے زرخرید غلام۔ یونانی اس لفظ کو کسی شخص کے لیے بے عزتی یا مذاق کے معنوں میں استعمال کرتے تھے یونانی فارسیوں کو پسند نہیں کرتے تھے اس لئے کہ فارسی لوگ غلام تھے یونانی لوگ اپنے آپ کو''Despotai'' کہتے تھے۔ یعنی وہ جس نے غلام کو خریدا ہو۔(5) اپنے ایک مضمون میں کٹل لکھتا ہے کہ''Doulos'' سے مراد ایسا کام کرنے والا شخص ہے جو مجبوراً کوئی کام کرتا ہے چاہے وہ اسے پسند کرے یا ناپسند وہ اپنے مالک کی مرضی کا غلام ہے۔(6)۔

نئے عہد نامہ میں خطوط کے مصنف اپنے آپ کو غلام (''Doulos'') لکھتے ہیں: میں نے تحقیق کے دوران دیکھا کہ نئے عہد نامہ میں خطوط کا ہر مصنف اپنے آپ کو غلام یعنی''Doulos'' کہتا ہے(7) کچھ مثالیں درج ذیل ہیں۔

☆ پولس کی طرف سے جو یسوع کا بندہ (''Doulos'' غلام) ہے اور رسول

ہونے کے لیے بلایا گیا............(رومیوں 1:1)

☆......اگراب تک آدمیوں کوخوش کرتا رہتا تو مسیح کا بندہ (''Doulos'') نہ ہوتا (گلتیوں 10:1)

☆مسیح یسوع کے بندوں (Douloi) (8) پولس اور تیموتھیس کی طرف سے ......(فلپیوں 1:1)

☆ اپفراس جوتم میں سے ہے اور مسیح یسوع کا بندہ (''Doulos'') ہے ......(کلسیوں 12:4)

☆اور مناسب نہیں کہ خداوند کا بندہ (''Doulos'') جھگڑا کرے ......(2 تیموتھیس 24:2)

☆پولس کی طرف سے جوخدا کا بندہ (''Doulos'')اور یسوع مسیح کا رسول ہے......(ططس 1:1)

☆ خدا کے اور خداوند یسوع مسیح کے بندہ ''Doulos''یعقوب کی طرف سے......(یعقوب 1:1)

☆شمعون پطرس کی طرف سے جو یسوع مسیح کا بندہ (''Doulos'') اور رسول ہے......(2 پطرس 1:1)

☆ یہوداہ کی طرف سے جو یسوع مسیح کا بندہ (''Doulos'') ......(یہوداہ 1:1)

مکاشفہ کی کتاب مسیح کے غلاموں (یعنی''Douloi'') کے نام لکھی گئی۔

مکاشفہ کی کتاب کے پہلے باب میں یوحنا عارف اپنے آپ کو اوران سب کو جن

کے نام مکاشفہ کی کتاب لکھی گئی ہے۔Doulai یعنی مسیح کے غلام کہتا ہے۔

''یسوع مسیح کا مکاشفہ جو اسے خدا کی طرف سے اس لئے ہوا کہ اپنے بندوں (Douloi)(9) کو وہ باتیں دکھائے جن کا جلد ہونا ضرور ہے اور اس نے اپنے فرشتہ کو بھیج کر اس کی معرفت انہیں اپنے بندہ (''Doulo'') یوحنا پر ظاہر کیا'' (مکاشفہ 1:1)

لفظ غلام (''Doulos'') کی وضاحت لفظ (Despotes) مالک سے کی گئی ہے:

اس تحقیق کے دوران دوسری چیز جس پر میری توجہ رکی وہ لفظ Despotes تھا یونانی زبان کے اس لفظ کا مطلب وہ شخص ہے جس نے کوئی غلام خریدا ہو۔ نئے عہد نامہ میں یہ لفظ مسیح یسوع کے لیے بھی استعمال ہوا ہے اور خدا باپ کے لیے بھی۔ یہ غلامی کے اصول (جو کہ اس کتاب کا موضوع ہے) کے عین مطابق ہے۔ خدا غلام رکھنے والا یعنی خریدنے والا ہے اور ہم اس کے زرخرید غلام ہیں۔ یعقوب کے علاوہ تمام رسولوں نے اپنے خطوط میں خدا کیلئے لفظ Despotes ہی استعمال کیا ہے۔

لفظ Despotes یعنی مالک چار مرتبہ مسیح یسوع کے لیے استعمال ہوا ہے:

1- ''پس جو کوئی ان سے الگ ہو کر اپنے تئیں پاک کرے گا وہ عزت کا برتن اور مقدس بنے گا اور مالک Despotes(11) کے کام کے لائق اور ہر نیک کام کے لئے تیار ہوگا (2 تیمتھیس 21:2)

2- ''جس طرح اس امت میں جھوٹے نبی تھے اسی طرح تم میں بھی جھوٹے استاد ہوں گے جو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنے والی بدعتیں نکالیں گے اور اس مالک

(Despoter)(12) کا انکار کریں گے جس نے انہیں مول لیا تھا......(2-پطرس 1:2)

3-"...... یہ بے دین ہیں اور ہمارے خدا کے فضل کو شہوت پرستی سے بدل ڈالتے ہیں اور ہمارے واحد مالک (Despoten)(13) اور خداوند یسوع مسیح کا انکار کرتے ہیں (یہوداہ 4)

4-"اور وہ بڑی آواز سے چلا کر بولیں کہ اے مالک! (Despotes) اے قدوس و برحق! تو کب تک انصاف نہ کرے گا......(مکاشفہ 10:6)

یہ لفظ (Despotes) ایک مرتبہ خدا باپ کے لیے استعمال ہوا ہے:

"جب انہوں نے یہ سنا کہ تو ایک دل ہو کر بلند آواز سے خدا سے التجا کی کہ اے مالک! (14) (Despotea) تو وہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور سمندر اور جو کچھ ان میں ہے پیدا کیا (اعمال 24:4) اتنے حوالوں کو پڑھنے کے بعد جن میں لفظ Doulos ایماندار کیلئے اور Despotes خدا کیلئے استعمال ہوا ہے میں اس بات کا قائل ہو گیا ہوں کہ اگر ہم اپنی زندگی میں مسیح کو ایک حیثیت سے دیکھنا چاہتے ہیں تو مسیح کا اصول غلامی (Doulos Principle) اپنانا نہایت ضروری ہے۔

آج کے جدید مسیحی اپنے آپ کو غلام کے روپ میں نہیں دیکھنا چاہتے بہت دفعہ انہیں اس لفظ کے بارے میں صحیح علم نہیں ہوتا۔ ہمارے دور کے مقبول واعظ اور معلم اس غلامی کے اصول پر واعظ کرنا پسند نہیں کریں گے۔ لوگوں کو بادشاہ کے فرزند بننے کے لیے کہنا انہیں زر خرید غلام بننے کے لیے کہنے سے بہت آسان ہے۔ ہمیں تیموتھیس کو کہی گئی پولس رسول کی ہدایت کو یاد رکھنا چاہیے۔

''کیونکہ ایسا وقت آئے گا کہ لوگ صحیح تعلیم کو برداشت نہ کریں گے بلکہ کانوں کی کھجلی کے باعث اپنی اپنی خواہشوں کے موافق بہت سے استاد بنا لیں گے۔
(2 تیموتھیس 3:4)

غلام بننا قبول نہ کرنا انسانی تکبر کی علامت ہے۔غروراور خودغرضی لوگوں کو مالک (Despotes) کے سامنے جھکنا مشکل محسوس ہوتا ہے۔ حالانکہ اس مالک نے انہیں مسیح یسوع کے بیش قیمت خون سے خریدا ہے۔اگر مسیح یسوع آج ہم سے بات کر سکے تو وہ کیا کہے گا؟ کیا وہ ہمیں یہ بتائے گا کہ ہم کتنے گناہ گار ہیں؟ میرے خیال میں نہیں ۔اگر ہم اپنے دل کی گہرائیوں سے سوچیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یسوع کچھ اس طرح سے کہے گا''تم زمین کا نمک ہوتم دنیا کا نور ہوتم ابدیت کے فرزند ہو میرے پیچھے آؤاور میں تمہیں آدم گیر بناؤں گا''۔

نجات کے پھل حاصل کرو اور خوش رہو اور نجات کے پھل سے مراد ۔انا ۔خودی۔اپنی عظمت (22) ہرایک شخص جو بائبل کا مطالعہ کرتا رہتا ہے وہ آسانی سے دیکھ سکتا ہے کہ سیکولر کے الفاظ اور بائبل کے بیان میں کتنا فرق ہے۔سیکولر کے بیان میں ''مسیح کبھی کسی انسان کی تذلیل نہیں چاہتا''(23) جواب John Arthur Jr اس طرح دیتا ہے۔

کیا ہم یہ بات جان سکتے ہیں کہ ''مسیح کسی انسان کی تذلیل نہیں چاہتا'' جب کہ بائبل میں کئی موقعوں پر گناہ گاروں کے گرائے جانے'' کا ذکر ہے؟ (رومیوں 13-7:7) کی طرح رومیوں کے پہلے اور دوسرے خط میں بہت سے گناہگاروں کے گرائے جانے (سزا دیئے جانے) کا ذکر ہے(24)

سیکولر کے انداز بیان میں ایک ایسا جدید علم الٰہی پیش کیا گیا جس میں عیسائیت کے ساتھ انسانی نفسیات کے علم کو شامل کر دیا گیا ہے اس کی تعلیم سے ہمیں جو نتائج حاصل ہوتے ہیں ان میں عیسائیت کی سب سے بڑی سچائی جو کہ فوری نجات حاصل کرنا ہے کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے اور اس میں خدا نہیں بلکہ انسان پر تمام توجہ مرکوز ہوتی نظر آتی ہے۔

آج کل کے دور میں مسیحی ایمان کا ایک اور انداز Hyper Faith یا ایمان اعظم ہے اس کی تعلیم ہے ''نام لو مانگ لو صحت اور دولت'' اس تعلیم کے مطابق انسان چھوٹے چھوٹے خدا بن جاتے ہیں اور یہ کہ اپنے الفاظ (دعا) کے ساتھ خدا کو کوئی خاص کام کرنے کو کہہ سکتے اور کوئی خاص کام کرنے سے روک بھی سکتے ہیں اور یہ نظریہ آج کل کئی مسیحی کلیسیاؤں میں اور ان کی تعلیم میں فروغ پا گیا ہے اور یہ جاننا بہت آسا ن ہے کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ یہ نظریہ ناپختہ دلوں کو اپنی طرف مائل کرتا ہے۔ اس نظریے میں ہمیں بابل کے برج کی تعمیر کے دوران کیے جانے والے گناہ کا عکس نظر آتا ہے۔ جس کے ذریعے انسان نے خدا کی عظمت کو کم کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس طرح خدا ایک حکم ماننے والا قید جن بن جاتا ہے جب کہ ایماندار حکم کرنے والا آقا بن جاتا ہے۔

بہت سے لوگوں نے مسیحیت کو صرف ''تجربات'' کے حصول تک محدود کر دیا ہے جب تک خدا'' مقدس مے خانے کے مالک کی طرح روحانی تجربات لوگوں کو دیتا رہے گا تو تجربات کے طلب گار بھی مے خانے میں آتے رہیں گے۔''

میں اس میں سے کیا حاصل کر سکتا ہوں؟ یہ ہی وہ معیار ہے جو کہ روحانی مے

خوروں کو ایک کلیسیاء سے دوسری کلیسیاء اور ایک ریوڑ کو مختلف علاقوں میں جانے پر مجبور کرتا ہے تاکہ وہ تجربات کو جان سکیں جو کہ ان لوگوں نے حاصل کیے ہیں روحانی مے اکثر مختلف چیزوں کا آمیزہ ہوتی ہے۔ جس میں تھوڑی سی روح ایک کلیسیاء سے اور تھوڑی سے دوسری کلیسیا سے لی جاتی ہے۔ اور اس میں دنیاوی خواہشوں کی ملاوٹ بہت زیادہ ہوتی ہے۔

تجربات تلاش کرنے والوں کی بری بات یہ ہے کہ یہ ان کی ضد بن جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ پریشانی کا شکار ہو جاتے ہیں اور تجربات کی تلاش کرنے والے اصل میں خدا کی نہیں بلکہ تجربات کی تلاش کر رہے ہوتے ہیں انکی گفتگو نظریات اور تجربات پر ہی مشتمل ہوتی ہے خدا کی عظمت کا احترام اور ڈر انکی گفتگو میں کم ہی شامل ہوتا ہے ان میں مسیح کی دوبارہ آمد کی خواہش بھی موجود نہیں ہوتی ان کو اس بات سے بھی کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ انہوں نے دنیا کو ایک دن چھوڑنا ہے اور خدا کی حضوری اور نزدیکی میں جانا ہے حالانکہ یہی وہ خواہش تھی جس سے پولس کا دل خوش تھا (25) اس کے برعکس ''تجربات'' کی تلاش کرنے والے ہر وقت یہ دیکھتے ہیں کہ ''خدا کہاں کام کر رہا ہے''۔

مسیح کی غلامی اس نسل کی خود غرضانہ سوچ کی متضاد ہے:

دوسری جنگ عظیم کے بعد کی دو دہائیوں میں پیدا ہونے والی نسل کو ''زیادہ بچوں والی نسل'' کہا گیا ہے ان کو یہ نام اس لیے ملا کیونکہ ان دہائیوں میں شرح پیدائش ایک دم بہت زیادہ ہو گئی تھی اس کے بعد پھر یہ اپنی اصلی حالت پر آ گئی تھی۔ (26) زیادہ

بچوں والی نسل کا باقی نسلوں سے زیادہ مطالعہ کیا گیا ہے اس نسل کی کچھ مخصوص خصوصیات ہیں اوراس کی قدریں پہلے والی نسلوں سے بہت زیادہ مختلف ہیں۔ایک اور نام جواس نسل کو دیا گیا ہے وہ ''میں'' نسل ہے کیونکہ یہ افراد کو شخصی طور پر زیادہ اہمیت دیتی ہے اوراس کا مرکز صرف اپنی ذات ہوتا ہے۔مسیح کا غلامی کا نظریہ اس نسل کے تمام نظریات اور سوچ کے متضاد ہے۔

مسیح کی غلامی ہوشیاری اور مکاری کو ختم کرتی ہے:

انسانی شخصیت کی ایک اہم خاصیت جو کہ مسیح کی غلامی کے اصول کے خلاف ہے وہ یہ ہے کہ وہ مکاری اور ہوشیاری سے اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے اوراس طرح کی باتوں سے تجسس اور مہم جو کہانیوں بنتی ہیں اور جو سب پر غالب آتا ہے وہ کہانی کا ہیرو ہوتا ہے علاقائی کہانیوں اوراس دور میں پیش کئے جانے والی تفریح میں یہی نظریہ پیش کیا گیا ہے اوراس کا اصل مطلب یہ ہے کہ ''غالب آنے والا یا شکست دینے والا ہی زندہ یا قائم رہ سکتا ہے۔'' مسیح کی غلامی کے اصول کے مطابق مکاری اور ہوشیاری کو ختم کر دینا چاہیے اوراس کی جگہ ایمانداری روشن خیالی اور برداشت کو دینی چاہیے۔ حالات کو شکست دینے کی بجائے خدا کی عظمت کا خیال رکھنے سے خدا کے غلام کی قسمت بنتی ہے۔

اسکے علاوہ اور بھی بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں لیکن ایک سادہ سی سچائی یہ ہے کہ مسیح کی غلامی انسان کی فطرت کے اندر چھپی ہوئی اس خاصیت کی مخالف اور مسیح یسوع کا یہ بیان ہے کہ ''جب تم وہ سب کچھ کر چکو جس کا تمہیں حکم دیا گیا تھا تو کہو کہ ہم نکمے نوکر

ہیں ہم نے صرف اتنا ہی کام کیا ہے جتنا ہم سے کرنے کو کہا گیا تھا'' موجودہ دور کے '' اپنی ذات کی بڑائی'' کے نظریے کے بالکل برعکس ہے۔

جدید دور سے ایک مثال:

جدید دور میں جو مسیحی بشارتی ٹیم سب سے زیادہ پُر اثر ثابت ہوئی وہ Campus Crusade for Christ اور CCC کو قائم کرنے کے پیچھے جو کہانی ہے وہ دراصل اس جوڑے کی مسیح کی غلامی کے اصول کو قبول کرنے کی کہانی ہے۔

Biu اور نیٹی برائٹ کی شادی 1948 میں ہوئی شادی کے بعد انہیں یہ امید تھی کہ وہ بہت زیادہ دولت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے بل برائٹ جب کالج میں تھا تو اس کا ٹافیوں کا کامیاب کاروبار تھا اس کا تعلق ایک خوشحال دیہاتی علاقے او کلا سے تھا اور اس کا بچپن جانوروں اور تیل میں گزرا تھا اور اس بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ اس جوڑے کے پاس دنیاوی مال و دولت نہ ہو اس کے ساتھ ہی وہ دونوں ایماندار مسیحی تھے۔ ہنریٹا میرز وونیٹی کو خدا کے پاس لے کر آئی اور یہ واقعہ انکی شادی جو کہ 1948ء میں ہوئی تھی اس سے پہلی بہار میں پیش آیا بل نے ہنیٹر یٹا میسٹرز کی بشارتی مہم کے ذریعے تین سال پہلے مسیح کو قبول کیا تھا بل اور وونیٹی دونوں ہی بہت گرم جوشی سے مسیحی ایمان پر قائم تھے۔

نئے شادی شدہ جوڑے نے اپنے لئے مقاصد کا تعین کیا انہوں نے ایک فہرست تیار کی جس میں انہوں نے وہ باتیں لکھیں جو کہ وہ زندگی میں حاصل کرنا چاہتے تھے

جب انہوں نے اپنی فہرست کودوبارہ سے دیکھا تو انہیں محسوس ہوا کہ ان کی تمام خواہشات دنیاوی دولت اور آرام کے گرد گھومتی ہیں انہیں احساس ہوا کہ انہوں نے ان باتوں کواولیت نہیں دی جوکہ خدا کے نزدیک اہمیت رکھتی ہیں انہوں نے ایک نئی فہرست تیار کی اوراس میں یہ باتیں شامل کیں۔ ''پاک زندگی بسر کرنا'' ''مسیح کے لیے شاندار گواہ بننا'' اوراپنی نسل میں خدا کے مقصد کو پورا کرنے میں مدد کرنا۔

انہوں نے لکھ کر خدا کے ساتھ معاہدہ کیااوران تمام باتوں پر خدا کی برکت چاہی ان کے اس معاہدے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ انہوں نے مادی خواہشات کوپس پشت ڈال دیا ہے اور مسیح کے نوکروں کے طور پر اپنی زندگی کو مسیح کے حوالے کردیا ہے بل برائیٹ نے بعد میں بتایا کہ یہ معاہدہ اس نے اپنی مرضی سے کیا تھا اوراس کے پیچھے کسی خاص جذبے کا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔

دوسرا باب

اور رسولوں نے خداوند سے کہا

''ہمارے ایمان کو بڑھا''

اور خداوند نے کہا:

''اگر تمہارے اندر رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوتا ہے اور تم اس توت کے درخت سے کہتے کہ جڑ سے اکھڑ کر سمندر میں جا لگ تو تمہاری مانتا''

مگر تم میں ایسا کون ہے جس کا نوکر ہل جوتتا یا گلہ بانی کرتا ہو اور جب وہ کھیت میں آئے تو اس سے کہے کہ جلد آکر کھانا کھانے بیٹھ اور یہ نہ کہے کہ میرا کھانا تیار کر اور جب تک میں کھاؤں پیوں کمر باندھ کر میری خدمت کر اس کے بعد تو خود کھا پی لینا۔

''کیا وہ اس لئے اس نوکر کا احسان مانے گا کہ اس نے اُن باتوں کی جن کا حکم ہوا تعمیل کی اسی طرح تم بھی جب ان سب باتوں کو جن کا تمہیں حکم ہوا تعمیل کر چکو تو کہو کہ ہم نکمے نوکر ہیں جو ہم پر کرنا فرض تھا وہی کیا ہے۔ (لوقا 17 5:10)

اس تمثیل کے آخر میں یسوع مسیح کا واضح بیان کسی وضاحت کا طلب گار نہیں ہے۔ یہ بیان مسیح کی غلامی کی تعلیم میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے اپنی بڑائی کی اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ''ہم نکمے نوکر ہیں''۔

مسیح کی غلامی آج کے دور کے خود غرضانہ اقتدار کے خلاف

اگر چہ انسان کی ہمیشہ یہ فطرت رہی ہے کہ وہ اپنی بڑائی کرتا ہے لیکن موجودہ دور

میں تو اس کی اس خصوصیت نے ایک نئی بلندی کو چھولیا ہے۔فرینک سناترا کا ایک گانا ہے۔''میں نے اس کو اپنے طریقے سے کہا اور یہ ثابت کرنا کہ میری زندگی میں جو کچھ وقوع پذیر ہوتا ہے اس میں ''میں'' اور ''میرا'' کی سب سے زیادہ اہمیت ہے۔ یہ گانا ایک مشہور نظم سے متاثر ہو کر لکھا گیا ہے اس نظم کا نام Invictus ہے اور یہ ولیم ارنسٹ ہنلی نے اس دور میں لکھی جو کہ ہماری ہی طرح کا تھا۔(15)

رات کے اندھیرے میں سے جس نے مجھے چھپایا ہوا ہے
جس میں ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے
میں شکر کرتا ہوں ان کا جو بھی خدا ہوں
میری ناقابل شکست روح کے لیے

تمام برے حالات میں
میں پیچھے نہیں ہٹا اور نہ ہی میں چلایا
حالات کے خطرناک ہتھیاروں کے نیچے
میرے دماغ میں شکست دینے کی خواہش ہے جھکنے کی نہیں

اس غصے اور آنسوؤں کی منزل سے آگے
اندھیروں کا سایہ ہی ہے
لیکن پھر بھی گزرتے ہوئے سال
مجھے پاتے ہیں اور پائیں گے بے خوف

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ راستہ کتنا سیدھا ہے
اور اس میں کتنی زیادہ سزا آتی ہیں
میں اپنی تقدیر کا مالک ہوں
میں اپنی روح کا حکمران ہوں

آج کل جس رویے کی تعریف کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ "میں اپنا خود مالک ہوں اور کوئی مجھے نہیں بتائے گا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اور کوئی مجھ پر حکمرانی نہیں کرے گا اور کوئی مجھے فتح نہیں کرے گا اور کوئی مجھے خوفزدہ نہیں کرے گا خدا بھی نہیں" اگرچہ یہ بات قابل تعریف ہے کہ انسان زندگی میں اپنی راہوں کو خود منتخب کرے اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے حالات کا مقابلہ کرے لیکن جس درجہ کی خود تعریفی ہم دیکھتے ہیں وہ مسیح کی غلامی کے اصول کے بالکل مخالف ہے۔

امریکہ میں اسقاطِ حمل کے حامیوں کے نظریات بھی اسی خود مختاری کے خیالات سے ماخوذ ہیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہر عورت کو مکمل حق حاصل ہے کہ وہ اپنے جسم پر اختیار رکھے اور جو چاہیے اس سے کرنے کی اجازت دے ان اپنی مرضی کے مالک لوگوں کے نزدیک پسند کرنے کی آزادی سب سے مقدس قانون ہے مستقبل میں پیدا ہونے والے بچے کی جان سے بھی مقدس! لیکن مسیح کا زرخرید غلام کہتا ہے کہ میرے جسم کا مالک مسیح یسوع ہے اور اسی کی مرضی پوری ہونی چاہیے۔ مسیح کی غلامی کا اصول جدید مذاہب کے خلاف ہے جو خودی پر زور دیتے ہیں:

ماضی قریب کی دہائیوں میں ایمان کی ایک بگڑی ہوئی حالت میں ''میں کو بہت زیادہ بلند درجہ دیا جاتا ہے نارمن ونسنٹ پلز کی کتاب The power of postive thinking کی وجہ سے ایسی مذہبی کتابوں کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہوا جس میں خود تعریفی کو زیادہ اہمیت دی گئی تھی۔

رابرٹ سیکولر کتابوں (خودی) The new Reformation اور self Esteem میں جو کہ 1982 میں لکھی گئی اس نے postive thinking سے متاثر ہو کر لکھا ہے کہ انسان کی سب سے بڑی مشکل انسان کی انا کا کھو جانا ہے سیکولر کہتا ہے کہ پہلی نسلوں کے علم الٰہی میں ایک بڑی خرابی یہی تھی اور اب وقت ہے کہ دوبارہ سوچا جائے اور اس خرابی کو دور کیا جائے (18) وہ کہتا ہے کہ ہمیں عیسائیت کی خدا کو مرکز ماننے کی سوچ کو چھوڑ دینا چاہیے اور ہمیں ''انسانیت کی ضرورت ہے'' کو بنیادی اہمیت دینا چاہیے (19) کلیسیا کی 2000ء سال پرانی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ عیسائیت میں خدا کی حمد و تعریف کو بنیادی مقام حاصل رہا ہے لیکن سیکولر لکھتا ہے کہ ''انسان کی عظمت (20) کو زیادہ اہمیت دینی چاہیے۔ وہ لکھتا ہے کہ ہمیں نجات کے ایسے علم کی ضرورت ہے جس کی ابتدا اور انتہا یہ بات ہو کہ انسان کی عظمت کی تلاش کو پہچانا جائے (21) اس کے خیال میں یسوع مسیح آج کل کے دور میں اس طرح خدمت کرتا ہے۔ اس کے خیالات کا خلاصہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

اس کے کچھ دیر بعد بل کو خدا نے وہ دیا جسے وہ خدا کی عظیم برکت کا اظہار کہتا ہے۔ ''میں سیمنری کے سالانہ امتحانات کے لیے مطالعہ کر رہا تھا۔ یہ تقریباً آدھی رات کا وقت تھا اور خدا نے غیر معمولی انداز میں میرے ساتھ ملاقات کی۔

اس نے مجھے چلنے کا حکم دیا۔اس نے مجھے بتایا کہ میں اس فنکار کی طرح بڑے پیمانے پر کام کروں گا جو کہ ایک بڑے کینوس پر کام کرتا ہے اس رات اس نے مجھے دنیا میں کام کرنے کے بارے میں رویا دی۔

اگلے دن بل نے اپنے بائبل انسٹرکٹر کو اس رویا کے بارے میں بتایا اور وہ بھی اس بات پر رضامند ہوا کہ یہ رویا خدا کی طرف سے تھی۔اس نے بل سے کہا کہ وہ اس کے ساتھ مل کر اس رویا کے بارے میں دعا کرے۔اگلے دن بل کے بائبل انسٹرکٹر ولبر ایم سمتھ نے بل کو کاغذ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا دیا جس پر CCC یعنی Campus Crused for Christ لکھا ہوا تھا اس پر بل نے کہا کہ خدا نے اس رویا کو نام دیا ہے جو کہ اس نے اسے دکھائی تھی۔

بل نے فوراً سیمنری کی تعلیم کو ترک کر دیا۔وہ کئی مسیحی رہنماؤں سے ملا جن میں ولبر ایم سمتھ، نیریٹا میرز، بلی گراہم، رچرڈ ہل ویزن، ڈاؤسن ٹراوٹ مین سائرس نیلسن، ڈین فلر اور جے ایڈون شامل تھے۔بل نے ان تمام لوگوں کے ساتھ مل کر 24 گھنٹے دعا کرنے کا سلسلہ شروع کیا اس میں انہوں نے ucla یعنی کیلوزینا یورنیورسٹی کے لئے دعا کی۔

Campus Crused for Christ کے وسیلے سے ہونے والے تمام عظیم کاموں کا آغاز اس وقت ہوا جب ایک جوڑے نے یہ جان لیا کہ مسیحی زندگی میں مسیح کی غلامی کے اصول کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔(27)

تیسرا باب

ہر ایک غلام کو قیمت سے خریدا گیا ہے

اور تم اپنے نہیں۔ کیونکہ قیمت سے خریدے گئے ہو۔ مسیح کی غلامی کے اصول کو سمجھنے اور قبول کرنے کا آغاز اس بیان کو پورے طور پر قبول کرنے سے ہوتا ہے۔ ''تم قیمت سے خریدے گئے ہو'' (1- کرنتھیوں 6:20)

مسیح کے پاس آنے سے پہلے ہر کوئی کسی اور چیز کا غلام تھا:

ہم میں سے زیادہ تر مختلف چیزوں کے غلام ہیں جیسا کہ مسیح نے لکھا ہے کہ ''جو کوئی گناہ کرتا ہے۔ وہ گناہ کا غلام ہے'' (یوحنا 8:34) پولس رومیوں کو یاد دلاتا ہے کہ ''سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں'' (رومیوں 3:23) پولوس ططس کو لکھتا ہے۔ ''کیونکہ ہم بھی پہلے نادان، نافرمان، فریب کھانے والے اور رنگ برنگ کی خواہشوں اور عیش عشرت کے بندے تھے اور بدخواہی اور حسد میں زندگی گزارتے تھے نفرت کے لائق تھے اور آپس میں کینہ رکھتے تھے'' (3:3)

بائبل ہمیں سکھاتی ہے اور ہم نے اپنے تجربے سے دیکھا ہے کہ ایسے لوگ جن کو نئی پیدائش کا تجربہ نہ ہو گناہ کے غلام ہوتے ہیں رومیوں کے چھٹے باب میں پولوس بپتسمہ کے نتائج پر بحث کرتا ہے اس گفتگو کے دوران پولوس بیان کرتا ہے کہ ہم میں سے ہر کوئی یا تو گناہ کا غلام ہے یا راستبازی کا غلام ہے اور یہ کہ بپتسمہ کو دونوں طرح کی

غلامیوں کے درمیان امتیازی نشان کا کام کرنا چاہیے۔

ہمارے کچھ کاموں کو عام طور پر گناہ کا نام نہیں دیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر پولوس گلتیوں کے نام اپنے خط میں مذہب کو بھی غلامی کی شکل قرار دیتا ہے اور گلتیوں کو مذہبی غلامی میں پڑنے سے روکتا ہے اور کہتا ہے کہ مسیح تمہیں اس مذہبی غلامی سے آزاد کرنے کے لیے آیا تھا۔

''.........اسی طرح ہم بھی جب بچے تھے تو دینوی ابتدائی باتوں کے پابند ہو کو غلامی کی حالت میں رہے لیکن اس وقت خدا کے ناواقف ہو کر تم ان معبودوں کی غلامی میں تھے جو اپنی ذات سے خدا نہیں مگر اب جو تم نے خدا کو پہچانا ہے بلکہ خدا نے تم کو پہچانا تو ان نکمی ابتدائی باتوں کی طرف کس طرح پھر رجوع ہوتے ہو جن کی دوبارہ غلامی کرنا چاہتے ہو؟'' (گلتیوں 5-3:9-8)

''مسیح نے ہمیں ہمارے گناہ کے آقا سے جس نے ہمیں

قید کیا تھا خرید کر اپنی ملکیت بنالیا''

''......کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا بدن روح القدس کا مقدس ہے جو تم میں بسا ہوا ہے اور تم کو خدا کی طرف سے ملا ہے اور تم اپنے نہیں ہو۔ بلکہ قیمت سے خریدے گئے ہو۔ پس اپنے بدن سے خدا کا جلال ظاہر کرو۔ (کرنتھیوں 6:19-20)

''......لیکن خدا کا شکر ہے کہ اگرچہ تم گناہ کے غلام تھے تو بھی دل سے اس تعلیم کے فرمانبردار ہو گئے جس کے سانچے میں تم ڈھائے گئے تھے۔ اور گناہ سے آزاد ہو کر راستبازی کے غلام ہو گئے ......تم گناہ کے غلام تھے......مگر اب گناہ سے آزاد اور

خدا کے غلام ہو گئے۔(29) (رومیوں 6:17-18,20,22)

خدا کی رحمت کا ایک نشان یہ ہے کہ وہ انسان کو اپنا مالک منتخب کرنے کی اجازت دیتا ہے خدا کسی کو مجبور نہیں کرتا کہ وہ اسے (خدا) کو اپنا آقا قبول کرے باوجود اس کے اس نے ہماری پوری قیمت ادا کی ہے۔ اس لیے جب کوئی شخص خوشخبری کا یہ کلام سنتا ہے کہ ہمیں ایک رحمت والے اور محبت کرنے والے آقا نے خرید لیا ہے تو اس کے بعد اگر وہ چاہے تو اس نئے آقا کی غلامی قبول کر سکتا ہے ورنہ وہ اپنے پرانے آقا کی خدمت جاری رکھ سکتا ہے۔(30) اگرچہ خدا نے ہمیں مسیح کے خون سے خریدا ہے پھر بھی وہ ہمیں یہ اجازت دے سکتا ہے کہ ہم اس (مسیح) کے خلاف بغاوت کریں جو کہ ہمارا اصل مالک ہے۔

ایمانداروں کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ خدا کی ملکیت کی سچائی کو سمجھ جائیں۔ ہمیں کرایہ پر حاصل نہیں کیا گیا بلکہ ہمیں غلام ہونے کے لیے قیمت دے کر خریدا گیا ہے۔

ہمارے آقا نے ہمیں اپنے خون کے بدلہ خریدا

اس لئے وہ ہم سے محبت کرتا ہے

بائبل کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی آیت یوحنا 3:16 ہے جو کہ یہ ہے ''..........خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی ....اس خاص رشتے کا پتہ ہمیں اس محبت سے چلتا ہے جو کہ ہمارے خدا نے اپنے غلاموں سے کی مسیح خداوند نے اپنے بارہ شاگردوں کی تین سالوں تک تربیت کرنے کے بعد ان سے کہا کہ:

''جو کچھ میں تم کو حکم دیتا ہوں اگر تم اسے کرو تو میرے دوست ہو۔ اب سے میں تمہیں نوکر نہ کہوں گا کیونکہ نوکر نہیں جانتا کہ اس کا مالک کیا کرتا ہے بلکہ تمہیں میں نے دوست کہا ہے اس لئے کہ جو باتیں میں نے اپنے باپ سے سنیں وہ سب تم کو بتا دیں

(یوحنا15:14-15)

یہ ایک بہت ہی دلچسپ بیان ہے کیونکہ ان آیات میں اور ان کے بعد آنے والی آیات میں (جن کا بعد میں بیان کیا گیا) بارہ شاگردوں کے لیے یہی غلامی کے ہی الفاظ استعمال کیئے گئے ہیں مسیح کے اس بیان سے ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ وہ ان کو صرف اپنی ملکیت ہی نہیں سمجھتا تھا تین سے زیادہ سالوں تک مسیح اور اس کے بارہ شاگردوں نے زندگی کے مختلف تجربات کو مل کر دیکھا انہوں نے مشہور ہونے اور انکار کیے جانے کے حالات کا مل کر سامنا کیا وہ اس کیساتھ مختلف قصبوں اور شہروں میں گئے وہ گھروں سے باہر اکٹھے سوتے تھے انہوں نے فلسطین کے گنجان آباد کمروں میں مل کر دن گذارے انہوں نے مل کر کھانا کھایا اور ایک ہی بٹوے میں سے روپے استعمال کرتے تھے انہوں نے زندگی کے ہر طرح کے حالات مسیح کے ساتھ گزارے اس لیے اگر چہ یہ حقیقت ہے کہ ان کے درمیان آقا اور غلام کا رشتہ تھا لیکن پھر بھی غلام ہونے کے باوجود انکے ساتھ غلاموں کا سلوک نہیں کیا گیا مسیح انکے لیے خاص محبت رکھتا تھا اسے ان پر بھروسا تھا۔ اور اگر چہ وہ غلام تھے لیکن پھر بھی اس نے انہیں ''دوست'' کہا۔

اگر چہ اس بیان میں لکھا ہوا پیرا گراف صرف یسوع اور بارہ شاگردوں کے درمیان خاص قسم کے رشتے کو بیان کرتا ہے اس کے علاوہ بائبل میں اور بھی کئی جگہ اسی طرح کے رشتے کے بارے میں لکھا گیا ہے جو کہ خدا اور اس کے غلاموں کا رشتہ ہے

۔(31)مثال کے طور پر پولوس ہمارے بارے میں کہتا ہے کہ ہم "خدا کے بیٹے ہیں" (گلتیوں 4اور رومیوں 8)اوراس میں پولوس اس قریبی رشتے پر زور دیتا ہے جو کہ تمام ایمانداروں کا خدا کے ساتھ ہے۔

وہ تمام محبت بھرے الفاظ جو کہ مسیح اور روح پاک نے ایمانداروں کے لئے استعمال کیے ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر چہ ہم غلام ہیں تو بھی ہم مال مویشیوں جیسی ملکیت کی طرح نہیں ہیں۔ہم وہ ہیں جن سے خدا نے ایسی محبت رکھی ...... کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا...... وین جیکسن خدا کی اپنے غلاموں کے لئے محبت کو بہت واضح طریقے سے بیان کرتا ہے۔

"خدا کبھی یہ نہیں چاہتا کہ ہم ایک دن بھی اس کی محبت کے حصار سے باہر گذاریں اوراس کو حاصل کرنے کی کوشش بھی نہ کرنا۔ کیونکہ تم ایک ایسے شخص سے جو کہ سکور لکھ ہی نہیں رہا اس سے کس طرح نمبر حاصل کر سکتے ہو۔ مسیح نے ہمارے کارڈ پر سب سے زیادہ نمبر لکھ دیئے ہیں تم اس چیز کو محنت سے نہیں کما سکتے جو کہ تمہیں پہلے ہی مفت دے دی گئی ہو۔ تمہیں صرف اس کو قبول کر لینا چاہیے۔(32)

ایمانداروں کو بیٹے ،نوکر ، غلام ، دوست ، پاسبان ، بادشاہ اور روح القدس کا مقدس کہا گیا ہے۔ان میں سے ہر ایک لفظ بہت اہم ہے کیونک یہ تمام الفاظ خدا کیساتھ ہمارے رشتے کے ایک مخصوص پہلو کو ظاہر کرتا ہے۔(33)

☆ان میں سے کچھ خدا اپنے غلاموں کے بارے میں نظریات بیان کرتا ہے۔

☆اس میں سے کچھ القابات خدا کے فضل حاصل کرنے والے ایمانداروں کی حالت بیان کرتے ہیں۔

☆ کچھ الفاظ ابدی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

☆ مسیح کی غلامی کا اصول: ایماندار کے اپنے فانی ہونے کے نظریے پر زور دیتا ہے اور اس کا اظہار خدا کی طرف اس کی عاجزانہ اور محبت بھری خدمت سے ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے پچھلے حصوں میں بھی بتایا ہے۔ کہ یہ وہ الفاظ ہیں جو کہ ایماندار زیادہ تر اپنے آپ کو بیان کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں آنے والے باب میں ہم مسیح کے غلاموں کے کچھ کاموں کا مطالعہ کریں گے۔

چوتھا باب

ایماندار کے اصول کو جاننے سے

ایمانداری کا رویہ پیدا ہوتا ہے

جب انسان ایمان کے اصول کو جان جاتا ہے تو اس کا خدا اور زندگی کے بارے میں نظریہ بالکل تبدیل ہو جاتا ہے تو ایمان کے اصول سے اس کی ہر سوچ اور جذبہ تبدیل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

''خدا کی محبت وہ طاقت ہے کہ جو ایمانداروں کو بیداری کیلئے ابھارتی ہے۔''

ایمانداروں کی خدمت خدا کی لازوال/اگاپے محبت کا نتیجہ ہونی چاہیے ورنہ یہ صرف غلامی فرمانبرداری تک ہی محدود رہ جائے گی۔ اور غلامانہ فرمانبرداری وہ کرتے ہیں جن کو اپنے آقا سے نفرت ہوتی ہے اور وہ صرف اس لئے اس کا حکم مانتے ہیں کیونکہ انہیں سزا کا خوف ہوتا ہے جب کہ ان کے دلوں میں غم و غصہ ہوتا ہے خدا کا غلام اس کی فرمانبرداری نہیں کرتا یسوع مسیح نے کہا: ''اگر کوئی مجھ سے محبت رکھے تو وہ میرے کلام پر عمل کرے گا اور میرا باپ اس سے محبت رکھے گا اور ہم اس کے پاس آئیں گے اور اس کے ساتھ سکونت کریں گے جو مجھ سے محبت نہیں رکھتا وہ میرے کلام پر عمل نہیں کرتا'' (یوحنا 14:23-24)

لفظ اگاپے'' خدا کی ہمارے لیے محبت کو ظاہر کرتا ہے اور وہ محبت جس کی خدا ہم سے امید رکھتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اگاپے محبت کو سمجھ سکیں محبت کے چار بنیادی

تصورات ہیں جو کہ آگے بیان کئے گئے ہیں چار یونانی الفاظ کی مدد سے سمجھے جا سکتے ہیں۔(34)

ایروسEros:

یہ لفظ ایروس سے نکلا ہے (اس کا تلفظ ای۔رو۔ز ہے) جو کہ ایک عبرانی یونانی دیوتا کا نام ہے۔اس دیوتا کی پرستش کرنے والے اس محبت کا تجربہ رکھتے تھے اس پرستش کے نتیجے میں ان لوگوں کے اندر سرور اور لطف کے احساسات پیدا ہوتے تھے جن کا تعلق جنسی خوشی سے بھی تھا۔ یہ احساسات اس طرح ان لوگوں پر حاوی ہو جاتے تھے کہ کچھ بھی ان کے اختیار میں نہیں رہتا تھا وہ لوگ اپنے آپ کو اس دیوتا کے اختیار میں دے کر ایک خاص قسم کا جنسی سرور حاصل کرتے تھے (35) لہٰذا جب بھی کوئی یونانی کسی بھی دیوتا کی عبادت کرتے ہوئے مست ہو جاتا تو لوگ کہتے کہ ایروس نے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔لہٰذا یہ کہا جاتا تھا کہ ایروز دوسرے دیوتاؤں کے پجاری چرا لیتا ہے۔(36) ایروز کی پرستش لوگ اس لئے کرتے کہ انہیں اس سے لطف حاصل ہوتا تھا اسی طرح کے احساسات کے لیے ایک اور لفظ زیرین بھی استعمال ہوتا ہے یہ دونوں الفاظ ایک ایسی محبت کی نمائندگی کرتے ہیں جس کا تعلق جنسی خواہشات سے ہے یہ ایک ایسی محبت ہے جس کا مقصد خوشی اور سرور حاصل کرنا ہے یہ محبت کوئی شخص اس لئے کرتا ہے کہ جواب میں اسے کچھ ملنے کی امید ہوتی ہے۔(37)

سٹارگے(stor-gay):

اس سے مراد خاندانی محبت ہے یہ ایک قدرتی محبت ہے جو کہ ماں باپ اپنے بچے

کیلئے اور بچہ اپنے ماں باپ کیلئے رکھتا ہے یہ محبت ایسی ہے جس کے جواب میں بھی محبت کی جاتی ہے دونوں طرفین کو اس کی ضرورت ہے بچے کو ماں باپ کی محبت کی ضرورت ہے اسی طرح ماں باپ بھی بچے کی محبت کے محتاج ہیں۔ سٹارگے انسان کی اندرونی ضرورت کی عکاسی کرتا ہے یہ ایک جذباتی لفظ ہے۔(38)

فیلے (Pho-lay) اس لفظ کا تعلق دوستی سے ہے کہ یہ ایسی قدرتی محبت ہے جو اکٹھے رہنے والوں کے درمیان پیدا ہو جاتی ہے مثلاً خاندان کے لوگ دوست اور میاں بیوی ان سب کے درمیان فیلے محبت پائی جاتی ہے ۔قربت ۔مشترکہ تجربات اور رفاقت سے یہ محبت پیدا ہوتی ہے۔(39) اس طرح کی محبت کے بارے میں ایک یونانی فلاسفر زینوفون لکھتا ہے کہ ''میری زندگی کا ایک مقصد یہ ہے کہ وہ لوگ مجھ سے محبت کریں جن سے میں محبت کرتا ہوں اور وہ لوگ میری ضرورت محسوس کریں جن کی مجھے ضرورت ہے۔(40)

اس سارے بیان میں ہمیں جذبات اور احساسات کا ذکر ملتا ہے حالات اور محبت کرنے والوں کے رویے کی وجہ سے اس محبت میں کمی یا زیادتی ہو سکتی ہے۔ یہ تینوں طرح کی محبتیں کسی جواب کی کسی اور وجہ کی محتاج ہیں ورنہ محبتیں اپنا وجود کھو دیتی ہیں لیکن چوتھی قسم کی محبت میں ایسی کوئی بات نہیں ہے یہ ایسی محبت ہے جسے ہم اگاپے محبت کے نام سے جانتے ہیں۔

اگاپے محبت اوپر بیان کی گی محبتوں سے تین طرح سے مختلف ہے۔

1-اس کا جذبات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

2-اس کیلئے صرف خود خواہش کی ضرورت ہے (یعنی محبت کرنے کی خواہش)

3- یہ یک طرفہ محبت ہے۔

دوسری قسم کی محبتیں اس لئے کی جاتی ہیں کہ انکے جواب میں محبت کرنے والے کو کچھ ملتا ہے (یعنی محبت کے جواب میں محبت اچھے احساسات وغیرہ) اگاپے محبت بے لوث ہوتی ہے۔ یہ یکطرفہ ہوتی ہے اور اس کا محبت کے نتیجہ میں کچھ حاصل کرنے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ محبت اپنا اظہار جذبات اور احساسات کی بجائے رویے اور اعمال کے ذریعے کرتی ہے۔

ہمارے دور کے مذہبی راہنماؤں کی ایک بہت ہی خطرناک غلطی یہ کہ وہ غزل الغزلات کی کتاب میں بیان کی گئی محبت کو مسیح اور کلیسیاء کی محبت یا مسیح اور کسی ایک ایماندار کی محبت سے تشبیہ دیتے ہیں اسی بات کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ لوگوں نے خدا کو ایک رومانوی کردار بنا کر پیش کیا ہے۔ اس طرح کے نظریات سے ہم خدا کی محبت کو اگاپے کی بجائے ایروز میں بدل دیتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ کفر بکنے کے مترادف ہے۔

1998ء میں اپنی بیوی کے ساتھ ایک سیمینار میں شرکت کی جو کہ ایک بہت بڑے بین الاقوامی شہرت یافتہ خادم نے ترتیب دیا تھا اس سیمینار میں ہر خادم کلام مقدس کے معانی کو علامتی طریقوں سے بیان کر رہا تھا۔ جو خادم اس سیمینار کو چلا رہے تھے ان کا کہنا تھا کہ کلام مقدس کی ہر آیت کے دس سے زیادہ مفہوم ہو سکتے ہیں۔ غزل الغزلات میں پوری کی پوری کتاب علامتی انداز میں لکھی گئی ہے۔ اس سیمینار میں ایک خادم کو خدا کی دنیاوی محبوب کی صورت میں پیش کرتے ہوئے سنا۔ (42) مجھے بہت زیادہ دکھ اور رنج ہوا جب ایک صاحب نے خدا سے روحانی ہم بستری کا لفظ استعمال

کیا جس میں خدا کو مونث اور ایماندار کو مذکر شخصیت کے طور پر پیش کیا گیا تھا۔ اس پر سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ جب میں نے اس بات کو دوسرے خادموں کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے اس کو غلط نہیں کہا بلکہ یہ کہا کہ یہ محض علامتی بات ہے اور یہ خدا اور ایماندار کے تعلقات کی مضبوطی کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ بات بیان کرنے والے صاحب بہت شعلہ بیان واعظ مانے جاتے ہیں جو اپنی باتوں سے سننے والوں پر جادو کر دیتے ہیں۔ میں ان کے اس کافرانہ بیان کو بڑے جذباتی انداز میں سن رہا تھا۔ اور خدا کے کلام میں سے مجھے پولس رسول کے یہ الفاظ جو اس نے جھوٹے رسولوں کے بارے میں کہے تھے یاد آ رہے تھے۔

"کیونکہ ایسے لوگ جھوٹے رسول اور دغابازی سے کام کرنے والے ہیں اور اپنے آپ کو مسیح کے رسولوں کے ہم شکل بنا لیتے ہیں اور کچھ عجب نہیں کیونکہ شیطان بھی اپنے آپ کو نورانی فرشتہ کا ہم شکل بنا لیتا ہے پس اگر اس کے خادم بھی راستبازی کے خادموں کے ہم شکل بن جائیں تو کچھ بڑی بات نہیں لیکن ان کا انجام انکے کاموں کے موافق ہوگا" (2- کرنتھیوں 11:13-15)

ایک ایماندار اپنے مالک کے لیے اگاپے محبت کا اظہار احترام اور شکر گزاری کی صورت میں کرتا ہے۔

کوئی بھی ایماندار یہ بات نہیں بھول سکتا (ایک لمحے کے لیے بھی نہیں) کہ اسے خون سے خریدا گیا ہے اس کے مالک نے اس کے تمام گناہ اپنے اوپر لے لیے ہیں یہ گناہ بھی اسی وقت مر گئے جب وہ کلوری پر مرا۔ اس وقت سے لے کر ہمیشہ تک ہر ایک ایماندار گناہ کی غلامی سے آزاد ہو گیا ہے۔ اسی لیے اس کے لبوں پر ہر وقت شکر

گزاری ہی ہوتی ہے۔ یہ نہ ختم ہونے والی شکر گزاری دراصل اس اگاپے محبت کا اظہار ہے جو ایماندار (غلام) اپنے مالک کے لیے رکھتا ہے اسی کے بارے میں پولس رسول نے بھی لکھا ہے کہ:

''پس اے بھائیو! میں خدا کی رحمتیں یاد دلا کر تم سے التماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لیے نذر کرو جو زندہ اور پاک اور خدا کو پسندیدہ ہو یہی تمہارری معقول عبادت ہے'' (رومیوں 1:12)

اس خط کے پہلے حصہ میں پولس خدا کی رحمت اور فضل کا بیان کرتا ہے اور رومیوں کو اس فضل کے مطابق عمل کرنے کی درخواست کرتا ہے جس لفظ کا ترجمہ ''معقول عبادت'' کیا گیا ہے اس کا ترجمہ منطقی بھی کیا جا سکتا ہے کیونکہ یونانی میں اس کے لیے لفظ Logikos استعمال ہوا ہے اسکا ترجمہ روحانی خدمت بھی کیا جا سکتا ہے دراصل پولس خدا کے فضل کے نتیجے میں ظاہر ہونے والے منطقی ردعمل کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہے جو کہ دراصل خدا کے سامنے جھک جانا اور اس کے شکر گزار ہونا ہی ہے۔

یہ شکر گزاری برے ترین حالات میں بھی ہونی چاہیے دوسری صدی عیسوی میں پولس کارپ کلیسیاء کا سب سے مقبول راہنما تھا اس نے بہت سالوں تک سمرنہ کے بشپ کے طور پر خدمت کی۔ وہ 70ء میں پیدا ہوا اور روایت ہے کہ وہ یوحنا رسول کے بڑھاپے کا ساتھی تھا دوسری صدی کے وسط میں کلیسیاؤں کی ایذا رسانی کے دوران پولی کارپ کو گرفتار کر لیا گیا اس وقت سمرنہ کے بڑے سٹیڈیم (کھیل کے میدان) میں کوئی میلہ ہو رہا تھا۔ میدان میں موجود تماشائی کوئی خونی کھیل دیکھنے کے مشتاق تھے جب پولی کارپ کو اس میدان میں لایا گیا تو لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ کون ہے اور وہ

زورزور سے چلانے لگے۔ پولی کارپ کو قانون دانوں کی مجلس کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے اسے کہا کہ اگر تم مسیح پر لعنت کردو اور قیصر کی قسم کھالو تو تم کو چھوڑ دیا جائے گا ان لوگوں نے اسے کہا کہ تم اپنی عمر کا تو خیال کرو اس نے پھر ان کی بات ماننے سے انکار کیا۔ انہوں نے اسے بہت مجبور کرنے کی کوشش کی کہ قیصر کی پرستش کرو اور مسیح پر لعنت کرو تو تم چھوٹ جاؤ گے لیکن اس نے ان سے کہا کہ 86 سال تک میں نے مسیح کی خدمت کی ہے اور اس نے میرے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی پھر میں اپنے بادشاہ (یعنی مالک) کو کیسے چھوڑ دوں جس نے مجھے بچایا ہے"۔

اس کے نہ ماننے پر آخر تنگ آ کر لوگوں نے مسیح کے اس غلام کو جس کی عمر 86 سال تھی آگ میں زندہ جلا کر مار دیا۔ لیکن اس نے اس بادشاہ کے خلاف کفر بکنے سے انکار کر دیا جس نے اسے بچایا تھا۔ (43) اگاپے محبت اور شکر گزاری زندہ جل مرنے کے خوف سے کہیں زیادہ طاقتور ہیں۔

مسیح کا غلام ہمیشہ اپنے مالک کی مرضی جاننے کا مشتاق رہتا ہے:

ایمانداری (یعنی مسیح کی غلامی) کا اصول خدا کی قدرت اور انسان کی آزاد مرضی پر مبنی ہے۔ یہاں خدا کی قدرت سے مراد اس کی مطلق العنان شخصیت ہے جس کے تحت وہ کائنات کی ہر چیز پر قادر ہے۔ بد قسمتی سے یہی حقیقتیں ابتدائی کلیسیاء میں اختلاف کا باعث بھی رہی ہیں یعنی یہ کہ انسان اپنی مرضی پوری کرنے کو آزاد ہے اور خدا ہر چیز پر قادر۔ بہت سی کلیسیاؤں کی رفاقت اس مسئلہ کی وجہ سے ختم ہو گئی ہر مرتبہ بحث اس بات

پر ہوتی ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک بات ہوسکتی ہے یا تو خدا قادر مطلق اور ہر چیز پر قادر اور حکمران ہے یا انسان آزاد مرضی رکھتا ہے دونوں باتیں ایک ساتھ ممکن نہیں ۔ اگر خدا ہمارے اوپر پورا اختیار رکھتا ہے (اور دوسری ہر چیز پر بھی) تو ہم آزاد مرضی کے مالک کیسے ہوسکتے ہیں ۔ اور اگر ہم اپنی مرضی کے مالک ہیں تو خدا کیسے قادر مطلق ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ خدا کا کلام ان دونوں حقیقتوں کی تعلیم دیتا ہے کہ یہ دونوں درست ہیں ۔ لہٰذا ہمیں اس بحث میں الجھنے کی ضرورت نہیں ہے ایمانداری کا اصول بھی ان دونوں حقیقتوں کو تسلیم کرتا ہے۔

یونانی زبان میں نئے عہد نامہ میں خدا کی مرضی کو بیان کرنے کیلئے دو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں پہلا لفظ ''باؤلے Boule ہے اس سے مراد خدا کی مرضی ہے جس کے خلاف کوئی مزاحمت نہیں کر سکتے (44) اور جسے کوئی تبدیل نہیں کر سکتا اس سے مراد ہے کہ خدا کے منصوبے پورے ہوں گے اور انہیں کوئی تبدیل نہیں کر سکتا ۔ دوسرا لفظ ''تھیلما'' Thelema ہے اس لفظ کا مفہوم تمنا اور خواہش ہے اس سے مراد ہے کہ خدا کی خواہش یا تمنا ہر مرتبہ پوری نہیں ہوتی مثال کے طور پر یہ خدا کی مرضی نہیں ہے کہ کوئی گناہ میں ہلاک ہو بلکہ یہ ہے کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچے تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ سب توبہ نہیں کریں گے اور بہت سے لوگ ہلاک ہوں گے ۔ (تیموتھیس 4:2 پطرس 9:3 متی 7:13-14)

مسیح کا غلام ہونے کی حیثیت سے میں اس کی Boule مرضی کے بارے میں زیادہ فکر مند نہیں ہوں بلکہ اس کی thelema یعنی خواہش کے بارے میں فکر مند ہوں میں اس کی thlelema (خواہش) جاننا چاہتا ہوں تاکہ میں وہ کام کروں

اور وہ باتیں اختیار کروں جس سے خدا خوش ہو اور میرے مالک یعنی مسیح کے چہرے پر مسکراہٹ آئے پولس رسول اس بارے میں لکھتا ہے۔

اسی واسطے ہم یہ حوصلہ رکھتے ہیں کہ وطن میں ہوں خواہ جلاوطن اسکو خوش کریں" (2 کرنتھیوں 9:5) "اسی سبب سے نادان نہ بنو بلکہ خداوند کی مرضی (thelema) کو سمجھو کہ کیا ہے (افسیوں 17:5)

"پس اے بھائیو! میں خدا کی رحمتیں یاد دلا کر تم سے التماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کرو جو زندہ اور پاک خدا کی پسندیدہ ہو یہی تمہاری معقول عبادت ہے اور اس جہان کے ہم شکل نہ بنو بلکہ عقل نئی ہو جانے سے اپنی صورت بدلتے جاؤ تاکہ خدا کی نیک اور پسندیدہ اور کامل مرضی "thelema" تجربہ سے معلوم کرتے رہو" (رومیوں 12:1-2) یہ حوالہ جات اس غلام کے لیے بہت اہم ہیں جو اپنے آقا سے محبت کرتا ہے جو غلام آقا سے محبت نہیں رکھتا وہ صرف اس کے احکامات کی پیروی کرتا ہے لیکن محبت کرنے والا غلام اپنے مالک کی مرضی جاننے اور اس کے دل کی بات جاننے کا خواہاں رہتا ہے تاکہ اس کی مرضی پوری کر کے اسے خوش کرے نہ صرف غلامانہ تابع فرمانی کرے۔

مسیح کا غلام اس کی مرضی کلام مقدس سے معلوم کرتا ہے:

خدا اپنا ظہور کلام مقدس کے وسیلہ سے کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ مسیح کا غلام اپنے آپ کو کلام مقدس میں ڈبو کر رکھتا ہے کلام مقدس میں ڈوبنے سے مراد ہے کہ: کلام مقدس کا تفسیر کے ساتھ مطالعہ (45)

روزانہ دعا کے ساتھ بائبل مقدس کا مطالعہ

ماضی قریب اور ماضی بعید کی کلیسیائی تاریخ ایسے بہت سے واقعات سے بھری ہوئی ہے جس میں بائبل کے مطالعہ کی وجہ سے لوگوں پر خدا کے بارے میں بہت سی نئی باتوں کا انکشاف ہوا حالانکہ وہ کوئی باقاعدہ تفسیر نہیں پڑھ رہے تھے روزانہ سنجیدگی کے ساتھ بائبل کا مطالعہ ہمیں بہت سی خطاؤں سے محفوظ رکھتا ہے۔

بائبل مقدس ہمیں نہ صرف غلطیوں ہی سے نہیں بچاتی بلکہ یہ مختلف حالات میں خدا کی مرضی جاننے میں بھی ہماری مدد کرتی ہے۔ اکثر ایماندار مختلف حالات میں خدا کی مرضی جاننے کے لیے فکرمند رہتے ہیں کہ وہ کسی خاص حالات کے پیش نظر کیا حکمت عملی اختیار کریں کئی دفعہ وہ بہت سا وقت دعا میں صرف کرتے ہیں حالانکہ ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ ان کے سوال کا جواب واضع طور پر کلام مقدس میں موجود ہوتا ہے کئی دفعہ وہ صرف اس لئے دعا کرتے رہتے ہیں اور کوشش کرتے رہتے ہیں کیونکہ بائبل میں دیا گیا حل ان کی ذاتی مرضی کے مطابق نہیں ہوتا (یعنی انہیں پسند نہیں ہوتا) انکا جواب یہ ہوتا ہے کہ میں خدا کے اس معیار پر پورا نہیں اتر سکتا ۔لیکن مسیح کا حقیقی غلام کبھی خدا کے کلام کو نظر انداز نہیں کرتا چاہے وہ اس کی اپنی مرضی اور خوشی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ کلام اسکے مالک کے دل کی باتوں کو ظاہر کرتا ہے۔

بہت دفعہ میں نے کسی کو یہ کہتے سنا ہے کہ "میں دعا کر رہی ہوں/ رہا ہوں کہ میں طلاق لے لوں یا نہ لوں کیونکہ میرا خاوند/ بیوی میرے ساتھ رہنے کے قابل نہیں ہے۔

میں نہیں سمجھتا/سمجھتی کہ خدا کی ہی مرضی ہے کہ میں اس شخص کے ساتھ اپنی زندگی گزار دوں اور تمام خوشیوں سے محروم رہوں'' کئی دفعہ اس کے ساتھ یہ فقرہ بھی شامل کر دیا جاتا ہے کہ میں ایسے مرد/خاتون سے ملی/ملا ہوں جو بہت روحانی ہے اور بہت اچھا یا اچھی ہے لیکن اگر دیکھا جائے تو خدا کا کلام بڑے واضح انداز میں اس بارے میں تعلیم دیتا ہے۔ یہاں پر دعا کرنے والی کوئی بات نہیں ہے۔ خدا کی مرضی صاف ظاہر ہے کہ ''اکٹھے رہیں جب تک موت انہیں جدا نہیں کر دے'' (46)

تاہم بائبل کا مطالعہ ہی کافی نہیں ہے دعا میں ٹھہر کر اس پر غور کرنا دعائیہ زندگی گزارنا اور روح القدس کی راہنمائی میں ایماندار کی گواہیاں سننا بھی خدا کی مرضی جاننے کیلئے ضروری ہیں۔ بدقسمتی سے لوگ یا تو تفسیر کے پیچھے لگے رہتے ہیں یا صرف دعا میں ٹھہر کر کام پر غور کرنے میں وقت صرف کرتے ہیں لیکن خدا کی مرضی جاننے کیلئے یہ دونوں کام نہایت ضروری ہیں اور ایک ساتھ ہونے چاہیے۔

مسیح کا غلام مسیح پر انحصار کرتا ہے:

خدا کا بندہ یعقوب لکھتا ہے:

''تم جو یہ کہتے ہو کہ ہم آج یا کل فلاں شہر میں جا کر وہاں ایک برس ٹھہریں گے اور سوداگری کر کے نفع اٹھائیں گے اور یہ نہیں جانتے کہ کل کیا ہوگا۔ ذرا سنو تو! تمہاری زندگی چیز ہی کیا ہے؟ بخارات کا سا حال ابھی نظر آئے ابھی غائب ہو گئے۔ یوں کہنے کی جگہ تمہیں یہ کہنا چاہئے کہ اگر خداوند چاہے تو ہم زندہ بھی رہیں گے اور یہ یا وہ کام بھی کریں گے مگر اب تم اپنی شیخی پر فخر کرتے ہو ایسا سب فخر بُرا ہے'' (یعقوب 4:13-16)

بہت سالوں تک میں اور میرا دوست سابقہ متحدہ روس میں سفر کرتے رہے اور اس کے ٹوٹ جانے کے بعد نئی قائم شدہ ریاستوں میں بھی۔ ان دنوں میں جب وہاں انقلاب اور آزادی کی باتیں کی جاتی تھیں خدا کے روح نے روس (رشیا) اور یُوکرائن کی ریاستوں میں کام کیا لیکن یہ کسی مشنری کی کوششوں کا نتیجہ نہیں بلکہ خدا نے ان لوگوں کے دلوں کو کلام کے لیے کھولا تھا ان کے لیے کوئی باقاعدہ بشارتی پروگرام ترتیب نہیں دیا گیا تھا لیکن یہ لوگ خدا کے کلام کے لئے رو رہے تھے اور اس کے لیے پیاسے تھے ایک دم خدا کے کلام کی مانگ ان علاقوں میں بہت زیادہ بڑھ گئی تھی ہزاروں لوگ خدا کی بادشاہی میں شامل ہو گئے تھے جب میں اور میرا دوست ان لوگوں میں منادی کرتے تھے تو ہمیں معلوم تھا کہ ہم خدا کی اس کھیتی میں صرف پولے اکٹھے کرنے والے ہیں، ہم صرف خدا کے اس عظیم کام میں اپنا چھوٹا سا حصہ ڈال رہے ہیں۔

یہ بات میری زندگی میں ہمیشہ شامل رہی ہے کہ خدا پر انحصار کروں بہت دفعہ میں نے بہت زیادہ محنت کی لیکن نتیجہ بہت تھوڑا نکلا۔ اس کے برعکس کئی دفعہ میری طرف سے بہت کم یا بغیر کسی کوشش کے خدا نے مجھے بہت اچھے نتائج سے ہمکنار کیا ہے۔ میں صرف خدا کے ساتھ تعاون کرتا ہوں اور اسے اپنا کام کرنے دیتا ہوں کئی دفعہ مجھے غلطی کا احساس ہوتا ہے کہ جب بغیر کسی محنت کے خدا میرا کام کر دیتا ہے۔

ایک دفعہ میں نے ریاست کنٹکی میں ایک بشارتی کنونشن کا اہتمام کیا میں نے ان عبادات کی راہنمائی کرنا تھی اس کنونشن سے کئی ہفتے پہلے میں اور مقامی کلیسیا کے پاسبان بہت سارے لوگوں کو فون پر اور ذاتی طور پر ان عبادات میں شرکت کے لئے

کہتے رہے ہم نے بہت محنت کی تا کہ لوگ ان عبادات میں شامل ہوں ہر رات میں خدا کا کلام سناتا اور لوگوں کو سامنے بلا کر دعوت دیتا کہ مسیح کو قبول کریں یہ ایک بڑا کامیاب ہفتہ تھا بہت سے لوگوں نے مسیح کو قبول کیا بہت سے برگشتہ مسیحی توبہ کر کے واپس آ گئے لیکن آپ یقین کریں کہ میں نے دیکھا کہ جن لوگوں کو ہم بار بار دعوت دیتے رہے تھے شاید ہی ان میں سے کوئی عبادت میں شریک ہوا ہو اصل میں یہ کامیاب عبادات ہماری کوشش اور لوگوں کو گھر گھر جا کر دعوت دینے کا نتیجہ نہیں تھیں۔ خدا ان لوگوں کو لے کر آتا تھا جنہیں وہ چاہتا تھا اسی نے اپنے کلام سے انکے دلوں پر اثر کیا میری زندگی کے ایسے تجربات ہی مجھے پولس رسول کی اس بات کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں جو اس نے اعمال 18 باب میں بیان کی ہے۔ یہاں پر پولس رسول مشکل حالات میں تھا خدا نے اس سے کہا کہ خوف نہ کر بلکہ کہے جا اور چپ نہ رہ...... کیونکہ اس شہر میں میرے بہت سے لوگ ہیں لہٰذا اس شہر میں ایمان لانے والے لوگ پولس کی بہت اچھی منادی سے ایمان نہیں لائے بلکہ خدا نے ان کے دلوں کو کلام کے لیے کھولا۔

مسیح کا غلام اقرار کرتا ہے کہ اس کی تمام خوبیاں اس کے مالک کی عطا کردہ ہیں:

ہم میں سے ہر ایک بہت سی خوبیوں کیساتھ پیدا ہوتا ہے کچھ لوگوں میں دوسروں سے زیادہ خوبیاں یا قابلیت ہوتی ہے خدا کا پاک روح ان خوبیوں میں مزید نعمتیں شامل کر دیتا ہے۔

ہم اگلے باب میں اس حقیقت کا مزید تفصیل سے جائزہ لیں گے اس وقت ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پولس رسول کرنتھیوں کے نام پہلے خط میں اس حقیقت کو کس طرح بیان کرتا ہے۔

''...... تیرے پاس کون سی ایسی چیز ہے جو تو نے دوسرے سے نہیں پائی ؟ اور جب تو نے دوسرے سے پائی تو فخر کیوں کرتا ہے کہ گویا نہیں پائی''

(کرنتھیوں 7:4)

''لیکن جو کچھ ہوں خدا کے فضل سے ہوں اور اس کا فضل جو مجھ پر ہوا ہے وہ بے فائدہ نہیں ہوا بلکہ میں نے ان سب سے زیادہ محنت کی اور یہ میری طرف سے نہیں ہوئی بلکہ خدا کے فضل سے جو مجھ پر تھا'' (کرنتھیوں 10:15)

مسیح کے غلام کے دل میں غرور یا اپنے آپ پر بھروسہ کیلئے کوئی جگہ نہیں ہوتی ہمارا مالک ہمیں وہ بتاتا ہے جس کی اسے ضرورت ہے جو وہ چاہتا ہے ہم بنیں۔

اپنا مقصد پورا کرنے کے لیے خدا ہمارے اندر وہ صلاحیتیں پیدا کرتا ہے جو ضروری ہیں پولس رسول رومیوں کو لکھتا ہے۔

''میں اس توفیق کی وجہ سے جو مجھ کو ملی ہے تم میں سے ہر ایک سے کہتا ہوں کہ جیسا سمجھنا چاہئے اس سے زیادہ کوئی اپنے آپ کو نہ سمجھے بلکہ جیسا خدا نے ہر ایک کو اندازہ کے موافق ایمان تقسیم کیا ہے اعتدال کیساتھ اپنے آپ کو ویسا ہی سمجھے''

(رومیوں 3:12)

مسیح کا غلام زندگی کے تجربات کو
مسیح کی طرف سے تربیت تصور کرتا ہے:

ہمارا مالک ہماری تربیت کیلئے ہماری زندگی کے تجربات کو استعمال کرتا ہے اس طرح سے وہ ہمارے کردار کی تعمیر کرتا ہے تا کہ ہم وہ خدمت انجام دے سکیں جس کے لیے اس نے ہمیں مقرر کیا ہے لہٰذا اس زندگی کا اصول یہ ہونا چاہیے۔

''خدا ہماری زندگی میں جو بات بھی لائے یا ہونے دے اس سے بھاگنا نہیں چاہیے نہ ہی اسے ترک کرنا چاہیے بلکہ اسے قبول کرنا چاہیے یہی وہ (مشکل) تجربات ہوتے جو ہمیں مسیح کی صلیب کی یاد دلاتے ہیں اور ہمیں مسیح کی مانند بنانے میں مددگار ہیں۔ اس موضوع پر بائبل مقدس میں بہت سے حوالہ جات موجود ہیں بہت سی جگہوں پر یہ بتایا گیا ہے کہ ایک محبت کرنے والا باپ اپنے بچوں کی تربیت کے لئے انہیں کوڑے لگاتا ہے اور مشکل حالات سے گزارتا ہے۔ عبرانیوں کے خط کا مصنف اس سچائی کو بیان کرنے کے لئے ایوب 17:5 امثال 3:11-12) کا حوالہ دیتا ہے۔

''دیکھ! وہ آدمی جسے خدا تنبیہ کرتا ہے خوش قسمت ہے اس لئے قادر مطلق کی تادیب کو حقیر نہ جان'' (ایوب 17:5)

''اے میرے بیٹے خدا کی تنبیہ کو حقیر نہ جان اور اس کی ملامت سے بیزار نہ ہو کیونکہ خداوند اسی کو ملامت کرتا ہے جس سے اسے محبت ہے جیسے باپ اس بیٹے کو جس سے وہ خوش ہے۔'' (امثال 3:11-12)

لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ مشکل حالات ہماری تربیت کا باعث ہیں کیونکہ خدا ہمارے

ساتھ فرزندوں کا سا سلوک کرتا ہے۔عبرانیوں کے نام خط میں ہم پڑھتے ہیں کہ:

''اور تم اس نصیحت کو بھول گئے جو تمہیں فرزندوں کی طرح کی جاتی ہے۔'' کہ:

''اے میرے بیٹے! خداوند کی تنبیہ کو ناچیز نہ جان اور جب وہ تجھے ملامت کرے تو بے دل نہ ہو کیونکہ جس سے خداوند محبت رکھتا ہے اسے تنبیہ بھی کرتا ہے اور جس کو بیٹا بنالیتا ہے اسے کوڑے بھی لگاتا ہے تم جو کچھ دکھ سہتے ہو وہ تمہاری تربیت کے لیے ہے خدا فرزند جان کر تمہارے ساتھ سلوک کرتا ہے وہ کون سا بیٹا ہے جسے باپ تنبیہ نہیں کرتا؟ اور اگر تمہیں وہ تنبیہ نہ کی گئی جس میں سب شریک ہیں تو تم حرامزادے ٹھہرے نہ کہ بیٹے۔علاوہ اس کے جب ہمارے جسمانی باپ ہمیں تنبیہ کرتے تھے اور ہم ان کی تعظیم کرتے رہے تو کیا روحوں کے باپ کی اس سے زیادہ تابعداری نہ کریں جس سے ہم زندہ رہیں وہ تو تھوڑے دنوں کے واسطے اپنی سمجھ کے موافق تنبیہ کرتے تھے مگر یہ ہمارے فائدے کے لیے کرتا ہے تاکہ ہم بھی اسکی پاکیزگی میں شامل ہو جائیں۔ اور بالفعل ہر قسم کی تنبیہ خوشی کا نہیں بلکہ غم کا باعث معلوم ہوتی ہے۔مگر جو اس کو سہتے سہتے پختہ ہو گئے انکو بعد میں چین کے ساتھ راستبازی کا پھل بخشتی ہے۔(عبرانیوں 11-5:12) کچھ اور آیات بھی ملاحظہ کریں جو اس سچائی پر زور دیتی ہیں اور میں اس کا باپ ہوں گا اور وہ میرا بیٹا ہوگا۔اگر وہ خطا کرے تو میں ایسے آدمیوں کو لاٹھی اور بنی آدم کو تازیانوں سے تنبیہ کروں گا۔''(2- سیموائیل 14:7)

اچھا ہوا کہ میں نے مصیبت اٹھائی تاکہ تیرے آئین سیکھ لوں

تیرے منہ کی شریعت میرے لئے سونے چاندی کے ہزار سکوں سے بہتر ہے۔

تیرے ہاتھوں نے مجھے بنایا اور ترتیب دی مجھے فہم عطا کرتا کہ تیرے فرمان سیکھ

لوں۔ تجھ سے ڈرنے والے مجھ کو دیکھ کر خوش ہوں گے اس لئے کہ مجھے تیرے کلام پر اعتماد ہے۔

اے خداوند میں تیرے احکام کی صداقت کو جانتا ہوں اور یہ کہ وفاداری ہی سے تو نے مجھے دُکھ میں ڈالا۔ (زبور 119:71-75)

نوکر باتوں ہی سے نہیں سدھرتا کیونکہ اگرچہ وہ سمجھتا ہے تو بھی پرواہ نہیں کرتا۔ (امثال 19:29)

فی الحقیقت میں نے افرائیم کو اپنے آپ پر یوں ماتم کرتے سنا کہ تو نے مجھے تنبیہ کی اور میں نے اس بچھڑے کی مانند جو سدھایا نہیں گیا تنبیہ پائی تو مجھے پھیر تو میں پھروں گا کیونکہ تو ہی میرا خداوند خدا ہے۔ (یرمیاہ 18:31)

لیکن خداوند ہم کو سزا دے کر تربیت کرتا ہے تا کہ ہم دنیا کے ساتھ مجرم نہ ٹھہریں۔ (1- کرنتھیوں 32:11)

میں جن جن کو عزیز رکھتا ہوں ان سب کو ملامت اور تنبیہ کرتا ہوں پس سرگرم ہو اور توبہ کر۔ (مکاشفہ 19:3)

بہت سے ایماندار اس سوال پر بحث کرتے رہتے ہیں کہ تکلیف دہ حالات شیطان کے پیدا کردہ ہیں یا خدا کی طرف سے درحقیقت ہر کام کے پیچھے قادر مطلق خدا کا ہاتھ کسی نہ کسی طرح سے موجود ہوتا ہے۔ شیطان نے ایوب کو تکلیف میں ڈالا لیکن اس میں خدا کی رضامندی اور اجازت شامل تھی۔ ایوب کی زندگی سے ہم ایک بہت بڑا اصول سیکھتے ہیں۔ ”خدا یہ نہیں چاہتا کہ ہم اسے سمجھ جائیں بلکہ یہ چاہتا ہے کہ ہم اس پر بھروسہ کریں“۔

مسیح کے غلام کا کردار:

منصوبہ بندی کیساتھ دنیوی کاموں کونظر انداز کرنا:

کچھ عرصہ پہلے میں نے ایک خاتون کا انٹرویو پڑھا جو وائلن بجاتی تھی انٹرویو لینے والے نے اس سے پوچھا کہ اتنی چھوٹی عمر میں آپ نے کس طرح اس ساز کو بجانے میں ایسی مہارت حاصل کرلی اس نے کہا منصوبہ بندی کے ساتھ دوسرے کاموں کونظر انداز کر کے پھراس نے بتایا کہ کس طرح جب اس کی ہم عمر کے دوسرے تمام طالب علم دوسرے کاموں میں جیسے سکاوٴٹنگ یا کوئی اورکھیل میں مصروف ہوتے تو وہ گھر میں وائلن بجانے کی مشق کیا کرتی تھی جب کہ دوسروں کے دوست ہوا کرتے تھے اسکا کوئی دوست نہیں تھا اس نے جان بوجھ کران تمام کاموں کونظر انداز کیا جو اس کے بہترین وائلن بجانے میں رکاوٹ ہوسکتے تھے۔

جب میں اس انٹرویو کو پڑھ رہا تھا تو خدا نے مجھے احساس دلایا کہ مجھے بھی اسی اصول کی پیروی کرنا ہے مجھے بھی اپنے آپ کو ان کاموں کے لئے وقف کرنا ہے جس کے لیے خدا نے مجھے چنا ہے۔اس کے علاوہ ہر چیز کونظر انداز کرنا ہے۔

ایک چیز جو میرے اس مقصد میں رکاوٹ کا باعث تھی وہ یہ تھی کہ میں تقریباً 10 سال کی عمر سے کلارینٹ بجا رہا تھا اور ابھی بھی بجاتا تھا میں اسے بجا کر ایک عجیب سا لطف محسوس کرتا تھا میرے لیے یہ ایک نشہ سا بن گیا تھا۔ خدا نے ایسے حالات پیدا کئے کہ میری کلارینٹ مجھ سے کھوگئی پھر کچھ عرصہ تک میں نئی حاصل کرنے کے بارے میں سوچتا رہا اسی عرصہ کے دوران میں نے ان نوجوان خاتون کا انٹرویو

پڑھا۔ مجھے احساس ہوا کہ خدا نہیں چاہتا کہ میرے پاس کلاریںٹ ہو کیونکہ اس کے ہوتے ہوئے میں اس پر کافی وقت صرف کروں گا تھوڑی سی افسردگی کے ساتھ میں نے اسے ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیا۔ یہ ان کئی چیزوں میں سے ایک تھی جنہیں میں نے چھوڑ دیا کیونکہ وہ خدا کی مرضی پوری کرنے میں رکاوٹ کا باعث تھیں۔(47)

فلپیوں کے نام خط میں پولس رسول اسی اصول کو بیان کرتا ہے۔

"بلکہ میں اپنے خداوند یسوع مسیح کی پہچان کی بڑی خوبی کے سبب سے سب چیزوں کو نقصان سمجھتا ہوں جس کی خاطر میں نے سب چیزوں کا نقصان اٹھایا اور انکو کوڑا سمجھتا ہوں۔تا کہ مسیح کو حاصل کروں۔" (فلپیوں 8:3)

"......جو چیزیں پیچھے رہ گئیں انکو بھول کر آگے کی چیزوں کی طرف بڑھے ہوئے نشان کی طرف دوڑا ہوا جاتا ہوں......" (فلپیوں 3:13-14)

منصوبہ بندی کے ساتھ دنیاوی چیزوں کو نظرانداز کرنا مسیح کی تعلیمات (جو اس نے شاگردیت ہونے کی قیمت کے بارے میں دیں) کے مطابق ہے۔

"جب بہت سے لوگ اس کے ساتھ جا رہے تھے تو اس نے پھر کر ان سے کہا کہ اگر کوئی میرے پاس آئے اور اپنے باپ اور ماں اور بیوی اور بچوں اور بھائیوں اور بہنوں بلکہ اپنی جان سے بھی دشمنی نہ کرے تو میرا شاگرد نہیں ہوسکتا۔ جو کوئی اپنی صلیب اٹھا کر میرے پیچھے نہ آئے وہ میرا شاگرد نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ تم میں ایسا کون ہے جب وہ ایک برج بنانا چاہے تو پہلے بیٹھ کر لاگت کا حساب نہ کرلے کہ آیا میرے پاس اس کے تیار کرنے کا سامان ہے یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ جب نیو ڈال کر تیار نہ کرسکے تو سب دیکھنے والے یہ کہہ کر اس پر ہنسنا شروع کریں کہ اس شخص نے عمارت شروع تو

کی مگر تکمیل نہ کر سکا۔ یا کون ایسا بادشاہ ہے جو دوسرے بادشاہ سے لڑنے جاتا ہو اور پہلے بیٹھ کر مشورہ نہ کرلے کہ آیا میں دس ہزار سے اس کا مقابلہ کر سکتا ہوں یا نہیں جو بیس ہزار لے کر مجھ پر چڑھ آتا ہے نہیں تو جب وہ ہنوز دور ہی ہے ایلچی بھیج کر شرائط صلح کی درخواست کرے گا پس اسی طرح تم میں سے بھی جو کوئی اپنا سب کچھ ترک نہ کرے وہ میرا شاگرد نہیں ہو سکتا۔ (لوقا14:25-33)

ہمیں بہت دفعہ یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ خدا کی مرضی پوری کرنے کے کیا لوازمات ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمیں اپنی زندگی سے کچھ ایسی چیزیں دور کرنا پڑیں جو گناہ نہیں ہیں (ان میں سے کچھ تو اچھی چیزیں بھی ہو سکتی ہیں) اس اصول کی مدد سے ہم یہ بھی معلوم کر سکتے ہیں کہ کوئی شخص مسیح کی غلامی میں کس قدر وفادار ہے۔ (یعنی وہ کتنی زیادہ چیزوں کو مسیح کی خاطر چھوڑ رہا ہے۔)

مسیح کی غلامی کا اصول ہم سب کو برابر بنا دیتا ہے:

"......یسوع نے انہیں پاس بلا کر کہا تم جانتے ہو کہ غیر قوموں کے سرداران پر حکم چلاتے ہیں اور امیران پر اختیار جتاتے ہیں تم میں ایسا نہ ہوگا کہ بلکہ جو تم میں بڑا ہونا چاہے وہ تمہارا خادم بنے اور جو تم میں اول ہونا چاہے وہ تمہارا غلام بنے۔ چنانچہ ابن آدم اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بتیروں کے بدلے فدیہ میں دے۔" (متی20:25-28)

یسوع نے اس بات کا اعلان کیا اسکی غلامی کا اصول صرف ہمارے اور خدا کے درمیان تعلقات میں ہی کارفرما نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہمارے آپس کے تعلقات بھی

اسی اصول کے تحت چلنے چاہئیں یہ بات خاص طور پر ان کیلئے اہم ہے جو خدا کی بادشاہی میں راہنما ہیں پطرس رسول گلتیہ ۔ کپدکیہ۔ آسیہ اور دیگر کلیسیاؤں کے نام اپنے پیغام میں بھی اسی طرح کی خادمانہ راہنمائی پر زور دیتا ہے۔ ''تم میں جو بزرگ ہیں میں ان کی طرح بزرگ اور مسیح کا دکھوں کا گواہ اور ظاہر ہونے والے جلال میں شریک بھی ہوکر ان کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے اس گلہ کی گلہ بانی کرو جوتم میں ہے ۔لاچاری سے نگہبانی نہ کرو بلکہ خدا کی مرضی کے موافق خوشی سے اور ناجائز نفع کیلئے نہیں بلکہ دلی شوق سے اور جولوگ تمہارے سپرد ہیں ان پر حکومت نہ جتاؤ بلکہ گلہ کیلئے نمونہ بنو۔'' (پطرس 5:1-3)

''سب کے سب ایک دوسرے کی خدمت کیلئے فروتنی سے کمر بستہ رہواس لئے کہ خدامغروروں کا مقابلہ کرتا ہے مگر فروتنوں کوتوفیق بخشتا ہے۔''

(1- پطرس 5:5)

مسیح کے غلاموں کا رویہ ہمیں بہت سے کلیسیائی راہنماؤں سے بالکل مختلف نظر آتا ہے،ہم دیکھتے ہیں کہ کلیسیا کے لوگ راہنماؤں کی خدمت کرتے ہیں۔ بجائے اس کے راہنما ان کے خادم ہوں آج کے راہنماؤں کی خواہشات میں مرتبہ،عزت،درجہ، طاقت، اختیار اور اسی طرح کی دوسری باتیں شامل ہیں آج کے دور کے ہیرو راہنماؤں اور مسیح میں بہت کم قدریں مشترک نظر آتی ہیں۔ مسیح نے اپنے بارہ شاگردوں کے پاؤں دھوئے لیکن آج کے راہنما ہمیں ایسا کرتے نظر نہیں آتے۔(48)

مسیح کے غلاموں کے ایک دوسرے کی خدمت کرنے کے پیچھے جوقوت کارفرما

ہے وہ اگاپے محبت ہے۔ یسوع مسیح نے فرمایا:

''میرا حکم یہ ہے کہ جیسے میں نے تم سے محبت رکھی تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو۔ اس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا کہ اپنی جان اپنے دوستوں کے لیے دے دے۔'' (یوحنا 15:12-13) ایک دوسرے کی خدمت کرنا مسیحیوں کی پہچان ہونی چاہیے مثال کے طور پر گرجا گھر میں حاضر ہونے کی وجہ، بائبل میں کیا دی گئی ہیں۔ کیا یہ اس لئے ہے کہ ہماری ضرورتیں پوری ہوں کیا یہ کوئی مسیحی قانون ہے جس کے تحت گرجا گھروں میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ بے شک ہم اس لئے گرجا گھر جاتے ہیں تاکہ دوسرے ایمانداروں کیساتھ مل کر خدا کا کلام سیکھیں اور انکے ساتھ مل کر خدا کی پرستش کریں۔ خاص طور پر جب ہم عشاء ربانی میں شامل ہوتے ہیں اس کے علاوہ بائبل ہمیں بتاتی ہے کہ ہم اس لئے گرجا گھر میں حاضر ہوتے ہیں تاکہ اپنے دوسرے بھائیوں کی مدد کریں تاکہ وہ مسیحی چال چلن میں وفادار رہیں ہم جماعت میں اس لئے شامل ہوتے ہیں تاکہ سب کو برکت ملے۔ ''اور محبت اور نیک کاموں کی ترغیب دینے کے لیے ایک دوسرے کا لحاظ رکھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہونے سے باز نہ آئیں جیسا بعض لوگوں کا دستور ہے بلکہ ایک دوسرے کو نصیحت کریں اور جس قدر اس دن کو نزدیک ہوتے ہوئے دیکھتے ہو اسی قدر زیادہ کیا کرو کیونکہ حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد اگر ہم جان بوجھ کر گناہ کریں تو گناہوں کی کوئی اور قربانی باقی نہ رہی'' (عبرانیوں 10:24-26) ''پس تم ایک دوسرے کو تسلی دو اور ایک دوسرے کی ترقی کا باعث بنو چنانچہ تم ایسا کرتے بھی ہو'' (تھسلنیکیوں 5:11) کلیسیائی اجتماعات میں شامل ہونا اس غرض سے کہ دوسرے ایمانداروں کی حوصلہ افزائی ہو یہی مسیح کے غلام

کا مسیحی رویہ ہے اپنی ذاتی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے یا پاسبان کے منہ سے اپنی تعریف سننے کے لیے گرجا گھر جانا صحیح رویہ نہیں ہے یقیناً جب ہر مسیحی مناسب رویہ کے ساتھ گرجا گھر حاضر ہوتا ہے تو سب کی ضروریات بھی پوری ہوتی ہیں اور سب کی عزت بھی ہوتی ہے۔

ہمارے موجوہ مالی نظام میں ہر شہری کے کچھ حقوق ہیں عام طور پر جب ان حقوق کی بات ہوتی ہے تو ہمارے ذہن میں تحفظ کا عنصر کارفرما ہوتا ہے۔ مثلاً وقت پر ادویات کی فراہمی اور عام معاشرتی فلاح وغیرہ۔ خدا کی بادشاہی کے شہریوں کے کچھ حقوق ہیں ان حقوق میں سب سے بڑا حق یہ ہے کہ ہم اپنے بہنوں اور بھائیوں کی خدمت کر سکتے ہیں اور وہ ہماری۔ ہر غلام دوسرے غلاموں کا خادم ہے یہی مسیح کی غلامی کی خوبی ہے۔

پانچواں باب

آقا حالات وواقعات کا تعین کرتا ہے:

اس نے تیسری بار اس سے کہا "اے شمعون یوحنا کے بیٹے تو مجھے عزیز رکھتا ہے؟ اس نے اسے کہا "اے خداوند تو تو سب کچھ جانتا ہے تجھے معلوم ہی ہے کہ میں تجھے عزیز رکھتا ہوں" یسوع نے اس سے کہا تو میری بھیڑیں چرا"

میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ جب تو جوان تھا تو آپ ہی اپنی کمر باندھتا تھا اور جہاں چاہتا تھا پھرتا تھا مگر جب تو بوڑھا ہوگا تو اپنے ہاتھ لمبے کرے گا اور دوسرا شخص تیری کمر باندھے گا اور جہاں تو نہ چاہے گا وہاں تجھے لے جائے گا۔ اس نے ان باتوں سے اشارہ کر دیا کہ کس طرح موت سے خدا کا جلال ظاہر کرے گا اور یہ کہہ کر اس سے کہا میرے پیچھے ہولے۔

پطرس نے مڑ کر اس شاگرد کو پیچھے آتے دیکھا جس سے یسوع محبت رکھتا تھا ......پطرس نے اسے دیکھ کر یسوع سے کہا اے خداوند اس کا کیا حال ہوگا؟

یسوع نے اس سے کہا "اگر میں چاہوں کہ یہ میرے آنے تک ٹھہرا رہے تو تجھ کو کیا؟ تو میرے پیچھے ہولے۔ (یوحنا22-21:17)

غلام کے پاس صرف وہی حقوق ہوتے ہیں
جو مالک اسے عطا کرے:

اس دنیا کے اصولوں کے مطابق غلام کے کوئی حقوق نہیں ہوتے تاہم آقا کو بھی اپنے غلام کو کچھ حقوق اور سہولیات مہیا کرنی چاہیں۔ خدا پر ایمان رکھنے والوں کا بھی اپنے بارے میں ایسا نظریہ ہے وہ اپنے تمام دنیاوی حقوق کو اپنے آقا کی مرضی پر چھوڑ دیتے ہیں اور وہ امید رکھتے ہیں کہ آقا اپنے عظیم منصوبوں کے مطابق ان کی زندگی کے تمام امور کا فیصلہ کرے گا مسیح نے یہ کہہ کر پیچھے بیان کی گئی گفتگو کو ختم کیا۔ ''اگر میں چاہوں تو وہ میرے آنے تک ٹھہرا رہے۔ آقا کا یہ پیدائشی حق ہے کہ وہ اپنے غلام کی زندگی کے حالات اور اس کی قسمت کا تعین کرے۔

اس کی ایک مثال غلام کی ازدواجی زندگی ہے غلام کے شادی کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ اس سے کیا کام لیا جاتا ہے یہ ایک سچائی ہے جس کو بہت سی کلیسیائیں آسانی سے قبول نہیں کرسکتیں اور کلیسیاؤں کے اس رویہ کی وجہ سے غیر شادی شدہ افراد اپنے آپ کو نامکمل محسوس کرتے ہیں یہ بات سمجھنا بہت ضروری ہے کہ خدا نے اپنے کچھ غلاموں کی زندگی سے ایسے مقاصد حاصل کرنے ہوتے ہیں جو کہ شادی کرنے سے حاصل نہیں ہوسکتے خدا چاہتا ہے کہ اس کے کچھ غلام کچھ عرصہ تک غیر شادی شدہ رہیں اور اس کے بعد ہمیشہ کے لیے وہ شادی کے رشتے میں منسلک ہوسکتے ہیں تلسا کے کلیسیائی رہنماؤں میں ایک رہنما نے بہت سال ایک شہر سے دوسرے شہروں تک سفر کرتے ہوئے گزارے اور وہ ہر رات بہت بڑے

اجتماعوں میں خدا کا پیغام سناتا۔ اوران تمام سالوں میں اس کے غیر شادی شدہ رہنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خدا کی مرضی کے مطابق تھا۔ وہ ایک خوبصورت انسان تھا اور بہت اچھی شخصیت کا مالک تھا اس لیے بہت بڑی بات نہ تھی کہ کوئی عورت جو اس سے خدا کا کلام سنے اس کے ساتھ شادی کی خواہش مند ہو۔ لیکن اس نے اس طرح کی کسی بات کو قبول نہ کیا۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص اس سے لیے غیر شادی شدہ رہا تا کہ اس کی زندگی میں وہ کام ہو جو کہ خدا اس سے کرانا چاہتا ہے اس نے ان تمام سالوں کے دوران پاک اوراچھی زندگی گزاری اور عورتوں کے ساتھ ہمیشہ مناسب حد تک تعلقات رکھتا۔ 1993ء میں خدا نے اس کی خدمت کے کام کا دوبارہ جائزہ لیا اور اس نے ان مقامی کلیسیاؤں کی طرف توجہ دینا شروع کی جن کو قائم کرنے کے لئے خدا نے اسے تلسا میں بلایا تھا۔ اس کے کچھ دیر بعد اس نے ایک عورت سے شادی کر لی جو اس کے خیال میں خدا نے اس کے لئے چنی تھی۔

کچھ شادی کرنے ہی کے لیے بلائے جاتے ہیں یہ بات بہت ضروری ہے کہ خدا کے نزدیک ان کی کیا حیثیت ہے اور ان کا کیا مقام ہے اور کسی ایک ساتھی کے فوت ہو جانے پر یہ بہت جلد دوبارہ شادی کر لیتے ہیں اور جب تک وہ دوبارہ شادی نہ کر لیں وہ اپنے آپ کو ماہی ۔بے آب محسوس کرتے ہیں میرے ایک بہت ہی عزیز دوست کی دو بیویاں فوت ہو گئیں اور اب اس نے تیسری بار شادی کر لی ہے۔ جتنے لوگ بھی اس کو جانتے ہیں اور اس کو ایک شادی شدہ انسان کے علاوہ اور کچھ نہیں سمجھتے اور شادی اس کی بلاہٹ کا ایک اہم حصہ معلوم ہوتی ہے۔

میں نے باربرا گیرٹ سے شادی کی۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میں شادی کرنے

کے لیے نہیں بلکہ صرف بار برا گیرٹ سے شادی کرنے کے لیے بلایا گیا ہوں۔ اگر بار برا فوت ہو جائے تو میں اس وقت تک دوبارہ شادی نہیں کروں گا جب تک خداوند واضح طور پر اپنی مرضی مجھ پر ظاہر نہ کر دے۔ میرے خیال میں خدا کے بہت سے خادم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اس کے خادم اپنی زندگیاں کسی خاص فرد کے ساتھ مل کر گزاریں سوال شادی کرنے یا غیر شادی شدہ رہنے کا نہیں۔ (49)

ہر ایمان دار کو شادی شدہ یا غیر شادی شدہ رہنے میں خدا کی مرضی کی تلاش کرنی چاہیے اور یہ بات آقا کے فیصلے پر چھوڑ دینی چاہیے کہ غلام شادی کرے یا غیر شادی رہے پولوس نے اس معاملے میں خدا کی طرف سے ہماری کچھ رہنمائی کی ہے (کرنتھیوں 7 باب) کلیسیاؤں کو جوانوں کے ذہنوں میں ڈالنی چاہیے کہ شادی کر کے وہ مکمل ہوں گے اور پھر اپنی خدمت کا آغاز کر سکیں گے۔ ان کو شادی سے پہلے بھی ایک مکمل فرد سمجھنا چاہیے۔

اس کے برعکس وہ لوگ جن کے لئے خدا نے چاہا کہ وہ شادی کریں ان کے بارے میں یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہ خدا کی خدمت میں کم گرم جوش ہیں (کچھ لوگوں کا یہی خیال ہے) اور ہر شخص کو اس معاملے میں اپنے آقا کی مرضی کو جاننے کی کوشش کرنی چاہیے۔

نعمتیں، خدمتیں، تاثیریں:

''نعمتیں تو طرح طرح کی ہیں مگر روح ایک ہی ہے اور خدمتیں بھی طرح طرح کی ہیں مگر خداوند ایک ہی ہے۔ اور تاثیریں بھی طرح طرح کی ہیں مگر خدا ایک ہی

ہے جوسب میں اثر پیدا کرتا ہے۔" (کرنتھیوں 12:4-6) یہ آیات مافوق الفطرت معلوم ہوتی ہیں زیادہ زور پاک روح کی طرف دی جانے والی مافوق الفطرت نعمت پر ہے جو کہ ایمانداروں کو دی جاتی ہے اور یہ بھی خیال رکھا جاتا ہے کہ اس کا مناسب استعمال کیا جائے۔ کرنتھیوں کی کلیسیا کے نام پہلے خط کا یہ حصہ آقا کو دینے والے، ہدایت کرنے والے اور نعمتوں کو صحیح استعمال کرنے کی طاقت دینے والے خدا کے طور پر پیش کرتا ہے۔

نعمتیں:

یہ نعمتیں جو کہ خدا کی طرف سے خاص انسانوں کو دی جاتی ہیں روح القدس کی مرضی سے دی جاتی ہیں۔

"لیکن یہ سب تاثیریں وہی ایک روح کرتا ہے اور جس کو جو چاہتا ہے بانٹتا ہے" (کرنتھیوں 12:11)

مختلف غلاموں کو مختلف نعمتیں صرف خدا کی مرضی سے ہی ملتی ہیں یہ کام صرف اس (خدا) کی مرضی سے ہوتا ہے اور غلام یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کو یہ نعمت اس لیے ملی ہے کہ وہ اس کا حق دار تھا یہ کہ وہ اس کا حق دار ہے یہ نعمتیں خدا کے فضل کو ظاہر کرتی ہیں (50)

کوئی یہ سوال بھی کر سکتا ہے "اس آیت سے کیا مراد ہے کہ کرنتھیوں کے مسیحیوں کو خدا کی نعمتوں کے خواہش مند ہونا چاہیے خاص کر "نبوت کی نعمت"

اس حوالے میں تین نصیحتیں نظر آتی ہیں جن میں نعمتوں کی آرزو رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔

☆ تم بڑی سے بڑی نعمتوں کی آرزو رکھو۔ (کرنتھیوں 12:13)

☆ محبت کی تلاش میں رہو۔ لیکن بہت دلجمعی کیساتھ روحانی نعمتوں کی تلاش میں رہواور خاص طور پر یہ کہ نبوت کرسکو'' (کرنتھیوں 14:11)

☆ پس اے بھائیو! نبوت کرنے کی آرزو رکھواور زبانیں بولنے سے منع نہ کرو'' (کرنتھیوں 14:39)

اس خط میں پولوس کرنتھیوں کی کلیسیا میں پائے جانے والے زبانوں اور نبوتوں کے جھگڑے کے بارے میں لکھتا ہے اور چودھویں باب میں پولوس اس مسئلے کے سب سے اہم نکتے پر بات کررہا ہے وہ کہتا ہے کہ کلیسیا میں غیر زبانوں میں باتیں کرنا اور ان کا ترجمہ نہ کرنا فائدہ مند نہیں ہے اور اس کی وجہ سے نہ تو کلیسیا کو کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی بے ایمانوں کو۔ (51) غیر زبانوں میں کلیسیا میں اونچی آواز میں دعا کرنے سے اور اس کا ترجمہ نہ کرنے سے صرف بولنے والے ہی کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اور کسی اور کو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ (کرنتھیوں 14:4) اس لئے ایسا شخص جو کلیسیا میں غیر زبانوں میں بات کرنے کو اہمیت دیتا ہے اس کے دل میں کلیسیا سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہو اور خود پسند ہو۔

اس کے برعکس خدا کی طرف سے ملی ہوئی نبوت کے باعث عبادت میں شامل لوگ روحانی ترقی برکت اور تسلی پاتے ہیں ایک ایماندار کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ وہ نبوت حاصل کرسکے کیونکہ اس کے نبوت کرنے سے کلیسیا ترقی کرے گی لیکن اس خواہش کا مطلب یہ نہیں کہ اس ایماندار کو نبوت کرنے کے لئے استعمال کیا جائے

گا آخر میں یہ کہ روح سب کو اپنے خزانے میں سے سے اپنی مرضی کے مطابق دیتا ہے۔

ان احکام کا ایک اور بھی دلچسپ پہلو ہے۔ یونانی میں ان تمام احکام کو جمع کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور یونانی میں اس احکام کو بہت سے لوگوں کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے اور جب اس کو سب کے لیے اکٹھا استعمال کیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ''گروپ کا ہر فرد کچھ نہ کچھ ضرور کرے گا'' اور اگر پولوس اس بات میں سارے گروپ سے اکٹھی بات کر رہا ہے تو وہ یہ چاہتا ہے کہ گروپ کا ہر فرد نبوت کا متلاشی ہو۔

اور جب یہ حکم سب کے لیے اکٹھا دیا جاتا ہے تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ گروپ کے سارے افراد مل کر کوئی کام کریں اس لئے اگر پولوس اس باب میں پوری جماعت سے بات کر رہا تھا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگ پوری جماعت کے درمیان نبوت کرنے کی خواہش رکھتے ہوں۔ اس کے برعکس پولس یہ چاہتا تھا کہ روح القدس ان کے درمیان جنبش کرے اور جسے وہ چاہے اس کے ذریعے وہ لوگوں میں کام کرے گرامر کے لحاظ سے ہم یہ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ پولس اس حوالہ میں کون سی بات کہنا چاہتا تھا ایسا لگتا ہے کہ پولس چاہتا تھا کہ دونوں باتیں ہوں الگ الگ اور مل کر نبوت سب کے لئے۔

ایسے لوگ جو غیر زبان میں بات کرنا پسند کرتے ہیں ان سے پولوس یہ کہتا ہے کہ ''اگر تم جماعت میں روح کی ہدایت سے بات کرنا چاہتے ہو تو دعا کرو کہ خدا تم کو نبوت کی طاقت دے تا کہ کم از کم اس سے کلیسیا تو فائدہ حاصل کر سکے۔'' اور کلیسیا

سے پولس رسول یہ کہتا ہے کہ" دعا کرا اور امید رکھو خدا تمہاری عبادت کے دوران آسمان پر سے تم سے مخاطب ہو" جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ آخر میں روح القدس اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ کس کے ذریعے اور کب اس عبادت کے دوران نبوت کرنا ہے۔

اوپر بیان کی گئی عام گفتگو سے یہ سچ صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ روح القدس کا کام لوگوں کو نعمتیں دیتا ہے اور اس کا مقصد کلیسیا کو برکت دینا ہے نعمتیں ان انسانوں کی ترقی اور فائدے کے لیے نہیں دی جاتی ہیں اپنی ذات کے لیے برکت نعمتیں حاصل کرنے کا ایک حصہ تو ہو سکتی ہے لیکن نعمتیں حاصل کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے بلکہ دوسروں کے لیے برکت ہے۔ اور پولس اس پوری گفتگو سے یہی بات واضح کرنا چاہتا ہے وہ اس بات پر زور دیتا ہوا اپنی گفتگو کو شروع اور ختم کرتا ہے کہ:

"لیکن ہر شخص میں روح کا ظہور فائدہ پہنچانے کے لئے ہوتا ہے"

(کرنتھیوں 12:7)

"پس اے بھائیو کیا کرنا چاہیے؟ جب جمع ہوتے ہو تو ہر ایک کے دل میں مزمور یا تعلیم یا مکاشفہ یا بیگانہ زبان یا ترجمہ ہوتا ہے سب کچھ روحانی ترقی کے لئے ہونا چاہیے۔

(کرنتھیوں 14:26)

"کیونکہ تم سب کے سب ایک ایک کر کے نبوت کر سکتے ہو تا کہ سب سیکھیں اور سب کو نصیحت ہو" (کرنتھیوں 14:3)

خدمتیں:

لفظ ''خدمتیں'' ان کاموں کی طرف اشارہ کرتا ہے جن کے ذریعے نعمتیں لوگوں کے فائدہ کے لیے استعمال کی جاسکتی ہیں کچھ لوگوں سے کہا جائے گا کہ وہ انفرادی خدمت کے دوران ان نعمتوں کو استعمال کریں۔ کچھ لوگوں کو گلہ بانی کے دوران کچھ کو دنیا کے کاموں کے دوران اور کچھ کو لوگوں کی رہنمائی کے دوران۔ چھٹے باب میں اس نکتہ پر مزید بحث ہوگی۔

تاثیریں:

تاثیریں کے لفظ سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ مختلف نعمتیں کس روحانی طاقت کے ساتھ مسیح کے لیے منتخب کیے ہوئے لوگوں میں کام کررہی ہیں۔ اور ہم تجربہ سے یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ روح کے کاموں کا یہ انداز کس قدر پُر اثر ہے دوایسے اشخاص جن کو خدا کی نعمتیں دی ہیں وہ ایک ہی طرح کے کام کرسکتے ہیں یہ ممکن ہے کہ ایک غلام کو دی جانے والی نعمتوں کے ذریعے ہونے والے کام عظیم ہوں جب کہ دوسرے غلام کو دی جانے والی نعمتوں کے ذریعے کیے جانے والے کام عاجزی کو ظاہر کریں اور یہ عظمت والا خدا باپ ہے جو ان معاملوں کا فیصلہ کرتا ہے۔ اگر غلام وفادار ہوگا تو وہ اس حقیقت کو خوشی سے قبول کرلے گا۔ (کرنتھیوں 12:4-6) میں بیان کیے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ روح القدس نعمتیں دیتا ہے مسیح خدمتوں کا انتخاب کرتا ہے اور خدا اس میں تاثیر پیدا کرتا ہے۔

آقا نتائج کا فیصلہ کرتا ہے

''میں نے درخت لگایا اور اپلوس نے پانی دیا مگر بڑھایا خدا نے پس نہ لگانے والا کچھ چیز ہے نہ پانی دینے والا مگر خدا جو بڑھانے والا ہے۔

(کرنتھیوں 3:6-7)

ہمارا معاشرہ نتائج کی طرف زیادہ دھیان دیتا ہے اگر ایک کوچ ایسی ٹیم تیار نہیں کرے گا جو کہ میچ جیت سکے تو اس کو اسکے کام سے ہٹا دیا جائے گا اور کاروبار میں مینجر کو ہٹا دیا جائے گا اس کا کاروبار ترقی نہیں کرے گا۔اور اگر چیزیں بیچنے والے اپنا مال نہ بیچیں تو ان کو بھی انکے کام سے نکال دیا جائیگا یہ بہت بد قسمتی کی بات ہے کہ کلیسیا کے اندر بھی اس طرح کا قانون ہی رائج ہے اگر کوئی پاسبان کلیسیا کے ممبران کی تعداد میں اضافہ کرنے میں نا کام ہوتا ہے اور اگر وہ چندہ میں اضافہ نہیں کرتا تو اس کو اس خدمت سے ہٹا دیا جاتا ہے کامیابی کا اندازہ نتائج سے لگایا جا سکتا ہے۔

یہ بائبل کا معیار نہیں ہے پہاڑی وعظ کے دوران مسیح یسوع آخرت کے دن کے بارے میں کہتا ہے کہ اس دن بہت سی ایسی جماعتیں پیش کی گئیں جنہوں نے اچھے نتائج دکھائے تھے لیکن ان کو رد کر دیا گیا۔ کیونکہ یہاں پر کامیابی کا اندازہ نتائج سے نہیں لگایا جاتا۔

''جو مجھ سے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے اس دن بتیرے مجھ سے کہیں گے اے خداوند اے خداوند! کیا ہم نے تیرے نام کی نبوت نہیں

کی اور تیرے نام سے بدروحوں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دکھائے اس وقت میں ان سے صاف کہہ دوں گا کہ میری تم سے کبھی واقفیت نہ تھی اے بدکارو میرے پاس سے چلے جاؤ'' (متی 7:21)

یہوداہ ایک ایسا شخص تھا جس نے نتائج پر بھروسہ کیا لیکن وہ ناکام ہوا وہ ان بارہ شاگردوں میں سے ایک تھا اور لوگوں کو شفا دیتا بدروحوں کو نکالتا اور خدا کی بادشاہت کی خوشخبری کا کلام بہت اختیار کے ساتھ سناتا تھا لیکن اس کے باوجود وہ ناکام ہوا کیونکہ اس کا رشتہ دل سے خدا کے ساتھ نہیں تھا۔ بائبل میں کامیابی کا جو معیار رکھا ہے وہ فرمانبرداری ہے جو کہ خدا کی محبت سے پیدا ہوتی ہے۔

تاثیر پیدا کرنا خدا کی ذمہ داری ہے زیادہ تر امریکی کلیسیاؤں اور خدمتوں کے لیے یہ سچائی قبول کرنا کافی مشکل ہے کچھ لوگ کبھی اطمینان سے نہیں رہتے کیونکہ وہ اپنے آپ کو خدا کی جگہ رکھ لیتے ہیں وہ کچھ نہ کچھ کر دینا چاہتے ہیں جب ایسا نہیں کر پاتے تو اپنے آپ کو ناکام محسوس کرتے ہیں۔ خدا کے نزدیک تاثیر ہی کامیابی کا معیار نہیں ہے بلکہ یہ فرمانبرداری کا معیار ہے اور جب میں خدا کے سامنے کھڑا ہو کر اپنی زندگی کا حساب دے رہا ہوں گا تو مجھے صرف ایک ہی سوال کا جواب دینے کی ضرورت ہوگی کیا تو نے اس محبت کی وجہ سے جو تو مجھ سے کرتا ہے میری فرمانبرداری کی؟ اگر میں اس سوال کا جواب ہاں میں دے سکا تو میں کامیاب ہوں گا چاہے میری زندگی کے دوران کیے جانے والے کسی بھی کام میں مَیں نے قابل ذکر کامیابی حاصل نہ کی ہو۔ ایک ایماندار کی صرف ایک ہی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آقا کے دل کی بات کو جان سکے اور عاجزی، محبت اور فرمانبرداری کے ساتھ اس پر عمل کر سکے۔

چھٹاباب

مالک اپنے غلام کیلئے خدمت کا تعین کرتا ہے

کرنتھیوں کے نام دوسرے خط کے زیادہ تر حصہ میں پولس اپنی رسول ہونے کی رویا کا دفاع کرتا ہے کہ اس کو رسالت کا منصب دیا گیا ہے۔ پولسؔ نے یہ خط کرنتھیوں کی کلیسیا کے کچھ بڑے رہنماؤں کی طرف سے اس کی بشارت کے کام کا مذاق اڑانے کے جواب میں لکھا۔ ایک بات جو وہ اپنے دفاع میں بیان کرتا ہے وہ یہ ہے کہ خدا نے اس کو خدمت کرنے کیلئے ایک مخصوص علاقہ دیا ہے۔ وہ پورا ارادہ رکھتا تھا کہ اپنے دیئے گئے علاقہ میں بھرپور خدمت کرے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی حدود سے تجاوز بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

''لیکن ہم اندازہ سے زیادہ فخر نہ کریں گے بلکہ اُسے علاقہ کے اندازہ کے موافق جو خدا نے ہمارے لئے مقرر کیا ہے جس میں تم بھی آگئے ہو............اور ہم اندازہ سے زیادہ یعنی اوروں کی محنتوں پر فخر نہیں کرتے لیکن امیدوار ہیں کہ جب تمہارے ایمان میں ترقی ہو تو ہم تمہارے سبب سے اپنے علاقہ کے موافق اور بھی بڑھیں۔''

(2- کرنتھیوں10:13-15)

''مسیح کی غلامی کے اصول'' کا یہ ایک بہت اہم حصہ ہے۔ مسیح کا ایماندار اپنی جگہ خود بنانے کی کوشش نہیں کرتا۔ میں نے خود اپنی زندگی میں بھی اسی طرح کیا ہے کہ میں

ان جگہوں پر ہی جاؤں جہاں مجھے بلایا گیا ہواور صرف ان جگہوں پر ہی خدمت کروں جہاں پر مجھے کہا گیا ہو۔ مجھے لوگوں کو یہ نہیں بتانا چاہئے کہ مجھے وہاں جانا چاہئے یا مجھے کیا کرنا چاہئے۔اس بات کا خیال خدا خود رکھے گا کہ وہ مجھے وہاں لے کر جائے جہاں اس کی مرضی ہو یا پھر وہ کسی اور طرح سے انتظام کرے گا کہ میں وہاں جاؤں اور وہ کروں جو خدا کی مرضی کے مطابق ہو۔

اکثر اوقات یہ کام خدا کی مرضی سے ہماری منصوبہ بندی کے بغیر ہی ہوتا رہتا ہے۔ کچھ دیر پہلے جب میری بیوی بابرا بیمار تھی اور ہسپتال میں داخل تھی تو میں دن رات اُس کی دیکھ بھال کرتا تھا اس دوران جو کوئی بھی ڈاکٹر یا نرس کمرے میں آتے وہ ہم سے اپنی روحانی زندگیوں کے بارے میں بات کرتے۔اس طرح ہم خدا کا پیغام ان تک پہنچاتے رہتے اور ہسپتال میں موجود دوسرے لوگوں کیلئے بھی دعا کرتے رہتے۔ اس طرح ہسپتال خدا کی خدمت کرنے کیلئے ایک مخصوص علاقہ بن گیا۔

کسی خاص مقصد کے حصول یا کلیسیاؤں کی مدد کے پروگرام کے سلسلے میں دوسری کلیسیاؤں سے تعلق قائم کرنا اچھی بات ہے۔ بہت سی بشارتی ٹیمیں ایسی ہیں جو اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتیں جب تک کہ وہ لوگوں میں زیادہ مشہور نہ ہو جائیں۔ (اور یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ان کا چندہ بھی بڑھنا چاہئے) وہ ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ دوسری کلیسیائیں ان کو اپنی کلیسیا میں خدمت کیلئے بلائیں۔اس طرح وہ مختلف طُریقوں سے اپنی خدمت کے حلقے کو بڑھانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ااور ایسے ہی بہت سے خادم ہر وقت اس خوف کا شکار ہوتے ہیں کہ کہیں اُن کی خدمت کی جگہ اُن سے چھن نہ جائے۔اس لئے وہ اپنی خدمت کے کام کو جاری رکھنے کیلئے لوگوں

سے تعلقات قائم رکھنے کی بہت کوشش کرتے ہیں لیکن اگاپے (خدا کی محبت) کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنا علاقہ کھو جانے کے خطرہ کیوجہ سے۔ وہ لوگ جو اپنی خدمت کے علاقے کو بڑھانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں ان کی حالت تو اور بھی زیادہ قابل رحم ہے کیونکہ اس خوف کی وجہ سے وہ اپنا سکون بھی کھو بیٹھتے ہیں۔ وہ وفادار نوکر کی حیثیت سے خدا کا اطمینان حاصل نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ خود اپنے لئے جگہ تلاش کرتے ہیں اور پھر اس کو قائم رکھنے کیلئے کام کرتے ہیں۔ کوئی چاہے رسول، نبی، مبشر، پاسبان یا استاد ہو یا وہ کوئی اور خدمت انجام دے رہا ہو۔ خدا اس کی خدمت کیلئے علاقہ منتخب کرتا ہے اور اس کی خدمت میں تاثیر پیدا کرتا ہے۔

کردار کی تین ایسی خصوصیات جو ایمان کے خلاف ہیں۔

مقابلہ، رقابت، حسد

کچھ دیر پہلے میں ایک گرجا گھر کے دفتر میں 20 آدمیوں کے ساتھ ایک میٹنگ میں بیٹھا تھا۔ پچیس سال پہلے خدا کی طرف سے دیئے گئے کسی خاص کام میں جو کہ نیو انگلینڈ میں وقوع پذیر ہوا ان بیسیوں آدمی نے اکٹھے حصہ لیا تھا۔ ان آدمیوں میں سے زیادہ تر نے پچھلے دس سالوں سے ایک دوسرے سے بات نہیں کی تھی۔ ان سب کی کہانی زخموں اور دکھوں سے بھری تھی۔ اُن میں سے ایک فرد کو خدا کی روح نے اُبھارا کہ سب کو پھر آپس میں ملایا جائے۔ اس نے خدا سے دعا کی اور سب آدمیوں کو دوبارہ بلایا تاکہ وہ مل کر بیٹھیں اور مل کر دعا کریں۔ جتنے لوگ بلائے گئے تھے سب نے مثبت جواب نہ دیا۔ اگرچہ بلانے پر سب لوگ آ تو گئے لیکن ان میں سے کچھ ایک دوسرے کو

مل کر خوش نہ ہوئے۔

دُعا کے بعد سب نے اپنی اپنی کہنا شروع کی۔ ایک سوال یہ تھا کہ موجودہ حالات کیسے پیدا ہوئے۔ انہوں نے یاد کیا کہ 70ء کی دہائی کے ابتدائی سالوں میں کیسے خدا کے روح نے ان کے درمیان کام کیا۔ اور اس علاقے کے ہر گروپ میں سے لوگ خدا کی طرف دوڑے چلے آئے۔ بہت سے ایسے لوگ جو خدا پر بالکل ایمان نہیں رکھتے تھے اُن کو بھی خدا کے فضل کے ساتھ بچا لیا گیا۔

اس کام میں اُس وقت گڑبڑ پیدا ہوگئی جب کہ دوسرے علاقوں کے ''استادوں اور رسولوں'' کو بلایا گیا تاکہ وہ اس کلیسیا کے کاموں کو کرنے میں ان کی مدد کریں۔ دوسرے علاقوں سے آنے والے خادموں کا خدا کی بادشاہت کے بارے میں نظریہ فرق تھا۔ وہ اپنی بڑی بڑی گاڑیوں میں ادھر ادھر پھرتے تھے اور لوگ بھاگ کر ان کا دروازہ کھولتے تھے۔ ان کی بہت زیادہ خدمت کی گئی۔ انہوں نے اُس علاقے میں اپنا ایک حاکمانہ نظام قائم کر لیا۔ اور اُس نظام میں ان کی حیثیت سب سے بڑی تھی۔ اس میٹنگ کے دوران ایک آدمی نے اپنے ماضی کے واقعات کو بیان کرتے ہوئے چھت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ''ایسا لگتا تھا کہ ان استادوں نے چھت کے کناروں پر ایک حد مقرر کر لی تھی۔ اور اس پر رسول، نبی، مبشر، پاسبان اور استاد کے الفاظ لکھ دیئے تھے۔ اور ہمیں ان میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے اور اپنی زندگی کے مقاصد کا تعین کرنے کو کہا جاتا تھا۔ اس طرح ہمارے اندر مقابلے کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ اور ہم نے اپنے حکمرانوں کی حمایت حاصل کرنے کیلئے مقابلہ کرنا شروع کر دیا۔ اس ہماری کوشش یہ تھی کہ ان پانچ طرح کے خادموں میں سے ہمیں بھی ایک طرح کا خادم

سمجھا جائے گا۔(52) ہم ایک دوسرے کی حیثیت سے حسد کرنے لگے۔ہم نے ایک دوسرے کو دکھ دیئے۔اس وجہ سے ہم آج ایسے ہیں،''دکھ دینے والے، نا قابل بھروسہ اور ہم میں سے زیادہ تر خدا کی بادشاہت کیلئے فائدہ مند نہیں ہیں''اسی طرح''مقابلہ، حسد اور رقابت'' کی آگ سے بھری ہوئی تکون کامیاب ہوگئی۔

مقابلہ: میں اپنے علاقے کو بڑھانا چاہتا ہوں

مقابلہ یا اوپر جانے کی روح کلیسیا میں بہت سی برائیاں پیدا کرتی ہے۔وہ خادم جو خدمت کے کام کو پیشہ سمجھ کر کرتے ہیں ان کی خدمت کے دوران مقابلہ کی روح اکثر پیدا ہو جاتی ہے۔اور سیمنری سے پاس ہونے کے بعد ایک خادم اپنی ساری زندگی اپنی خدمت کے پیشے میں ترقی کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔وہ مستقل طور پر ایک ایسی کلیسیا کی تلاش میں رہتا ہے جو زیادہ مشہور ہو اور جہاں سے وہ زیادہ دنیاوی فوائد حاصل کر سکے۔

مقابلہ کی روح صرف ان لوگوں تک محدود نہیں ہے جو کہ خدمت کو پیشہ سمجھتے ہیں بلکہ کلیسیا کے کچھ ایسے رکن بھی جو کہ لوگوں کے درمیان مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں، نے کلیسیا کے بہت سے ارکان کو ایک دوسرے سے دور کر دیا ہے یہ بہت دکھ کی بات ہے کہ کلیسیائی سیاست پر کی جانے والی تنقید دراصل حقیقت پر مبنی ہے۔ایسے خادم ہمیشہ کچھ بننے کی دھن میں رہتے ہیں اور ان کی حیثیت کا اندازہ اُن کے اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کے ساتھ تعلقات سے لگایا جاتا ہے نہ کہ مسیح یسوع کے ساتھ تعلق سے۔کئی دفعہ مقابلے کا یہ جذبہ لالچ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔نیچے لکھا ہوا بیان چارلس کولسن کی

کتاب سے لیا گیا ہے اس میں وہ بیان کرتا ہے کہ جب اس نے خدمت کے کام میں ترقی حاصل کرنے کے پیچھے چھپے ہوئے محرکات کا جائزہ لیا تو اُس نے اپنے اندر کس طرح محسوس کیا۔

''میں اپنے آپ کو یوناہ نبی کی طرح کا انسان محسوس کرتا ہوں کیونکہ میں جو کچھ آج کل کر رہا ہوں میں یہ ہرگز نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں ایک خاموش اور پُرسکون زندگی چاہتا تھا۔ خدا نے مجھے یوناہ نبی کی طرح مچھلی کے پیٹ میں تو نہیں پھینکا (جس کے لئے میں اس کا شکرگزار ہوں) بلکہ اُس نے مجھے جیل میں پھینک دیا۔ اور اس طرح اس نے مجھے خدمت کے کام کیلئے منتخب کیا۔

خدمت کا آغاز کرنے سے پہلے ایک سال تک میں خدا کا مقابلہ کرتا رہا لیکن جس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ خدا کی یہی مرضی ہے تو میں نے ہار مان لی۔ اور میں نے ہاں کر دی۔ خدا کے ساتھ مقابلے (کشتی) کا یہ دور بہت اہم اس لئے تھا کہ اس کے دوران مجھے احساس ہوا کہ میں یہ کام اپنے لئے نہیں کر رہا اور اس سے میں کوئی ذاتی فائدہ حاصل کرنا نہیں چاہتا بلکہ اس کی وجہ سے مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کام میں خدا کی مرضی سے اور اُس کے کہنے پر کر رہا ہوں۔

جیسا کہ اے۔ ڈبلیو۔ ٹوزر نے کہا ہے ''ایک اچھا اور سچا رہنما وہ ہے جس میں رہنما بننے کی خواہش نہ ہو بلکہ اپنے اردگرد کے حالات و واقعات اور اپنے اندر موجود روح القدس کے دباؤ کی وجہ سے محسوس کرے کہ اسے لوگوں کا رہنما بننا چاہئے'' اور اس نے یہ بھی کہا یہ بات ایک پکے اصول کی طرح مان لینی چاہئے۔ جو کوئی رہنما بننے کی خواہش رکھتا ہو اس کو یہ موقع نہیں دینا چاہئے۔

ٹوزر جو کہہ رہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ لوگ اس لئے رہنما بننا چاہتے ہیں تا کہ وہ معاشرے میں ایک بلند مقام حاصل کر سکیں۔ یہ بات سچ ہے کہ ہم اکثر رہنما بن کر اس لئے خوش ہوتے ہیں کہ خدا ہمیں اپنے مقاصد کیلئے استعمال کر رہا ہے اور یہ ایک اچھی بات ہے اس طرح کی تسلی اور اپنی انا کی تسلی میں واضح فرق ہے۔ لیکن جیسا کہ ٹوزر کہتا ہے وہ شخص جو اس لئے رہنما بنتا ہے کہ اس کی وجہ سے وہ دنیاوی ترقی کرے گا وہ تباہ ہو جاتا ہے اور اس کی پیروی کرنے والے بھی تباہ ہو جاتے ہیں۔(53)

رقابت۔ میرا علاقہ دوسروں سے بڑا ہونا چاہئے

رقابت ایک ایسا احساس ہے جو کہ انسانی شخصیت کا ایک اہم حصہ ہے۔ اور یہ بھی ایک ایسی خصوصیت ہے جو کہ ایمان کے خلاف ہے اور یہ ایمانداروں میں پائی جاتی ہے۔ یہ خصوصیت عام طور پر بڑے شہروں کے ایمانداروں میں پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ٹلسا میں ایک ہزار سے زیادہ کلیسیائیں ہیں۔ اور ان کلیسیاؤں کے درمیان دنیا کی روایات کے مطابق علاقے اور روپے کے حصول کیلئے مقابلہ ہوتا رہتا ہے۔ کچھ دیر پہلے ریڈیو کا ایک اشتہار ایک روایتی گیت سے شروع ہوتا پھر ایک آدمی کی آواز سنائی دیتی جو کہ شکایت کرتا ہے کہ اس کی کلیسیا میں استعمال کی جانے والی موسیقی پرانے وقتوں کی ہے۔ اس کے بعد یہی مسیحی گیت جدید موسیقی کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے اور اس کے بعد ایک خاتون کی آواز آتی ہے جو کہ لوگوں کو اپنے گرجا گھر میں آنے کی دعوت دیتی ہے۔ اگرچہ کاروباری انداز میں لوگوں کو اپنے چرچ کی طرف بلانے کا طریقہ ٹھیک ہو۔ خاص طور پر ایسے لوگوں کو جو کسی بھی کلیسیا میں شامل نہیں ہیں۔ لیکن یہ

طریقہ بالکل وہی ہے جو عام دکاندار گاہکوں کو دوسری دکان سے ہٹا کر اپنی دکان پر لگانے کیلئے کرتے ہیں۔ خدا کے کام میں ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

ریڈیو پر ایک اور جگہ ایک اور کلیسیا کی ہفتہ کی رات کی عبادت کے بارے میں بتایا جا رہا تھا۔ وہ یہ کہہ رہے تھے کہ اگر آپ ہفتہ کو گرجا گھر میں عبادت کر لیں گے تو اتوار کو آپ کو گالف کھیلنے اور گرجا گھر جانے میں سے کسی ایک کو نہیں چننا پڑے گا (یعنی آپ گالف کھیل سکیں گے)۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنے پرانے گرجا گھر کو چھوڑ دیں جہاں اتوار کو عبادت ہوتی ہے۔ اس طرح وہ آسانی سے گالف کھیلنے جا سکتے ہیں۔

ہر شخص کو کلیسیائی رہنما یا اس بات سے بخوبی واقفیت ہے کہ ہم کلیسیاؤں میں کس طرح لوگوں کو اعداد و شمار کے ذریعہ اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ ہم سب ایسا کرتے ہیں۔ روح القدس کی قدرت کی بجائے ہم اعداد و شمار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

جب کسی کلیسیاء میں کوئی مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو اردگرد کی کلیسیائیں اس سے فائدہ اٹھانے کیلئے آ جاتی ہیں تا کہ اس کلیسیا کے ناراض ارکان کو اپنی طرف کھینچ لیں۔ ہمسایہ کلیسیاؤں کے مسائل کو برکت کے طور پر لیا جاتا ہے اور اُس سے ارکان توڑ کر مالی فوائد کے بارے میں سوچا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اپنی کلیسیاء کا دائرہ کار یعنی علاقہ بڑھانے کی غرض سے کیا جاتا ہے۔ لیکن اس میں افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم دوسری کلیسیاء کا علاقہ کم کر رہے ہیں۔ یہ رقابت کا اچھا اظہار نہیں ہے۔

کچھ لوگ کلیسیاؤں میں رقابت کو اچھی چیز کہہ کر اس کا دفاع کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے کلیسیائیں بڑھتی اور ترقی کرتی ہیں۔ اس طرح وہ نتیجہ کی بنیاد پر غلط

ذریعہ کو مسیح قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ نتیجہ چاہے کچھ بھی ہو اگر آپ کوئی کام صحیح ذریعہ سے نہیں کر رہے تو وہ غلط ہی ہے۔

نتائج کے قطہ نظر رقابت مسیح کی روح کے متضاد ہے۔ اس طرح مقابلہ میں ایک کی جیت دوسرے کی ہار پر منحصر ہے۔ جیتنے والا ہارنے والے سے اچھا قرار پاتا ہے۔ اس کو ہم پہاڑی واعظ کی روشنی میں کیسے درست کہہ سکتے ہیں۔ یا مسیح یسوع اور رسولوں کے اُن تمام بیانات کی روشنی میں جن میں انہوں نے ایک دوسرے سے محبت اور برداشت کا درس دیا ہے۔

حسد: مجھے دوسرے کا علاقہ بھی چاہئے!

حسد ہمیشہ سے ہی ایک لعنت رہی ہے۔ لالچ کی یہ سب سے واضح شکل ہے۔ یہ عام طور پر ہمیں ورثہ میں ہی ملتی ہے۔ بائبل مقدس میں بہت سے مقامات پر اس گناہ سے خبردار کیا گیا ہے۔ دنیا کا سب سے مقبول ادب شیکسپیئر کے ڈرامے بھی دراصل حسد اور لالچ سے جنم لینے والی کہانیوں پر مبنی ہیں۔

رومیوں کے نام خط میں پولس رسول نصیحت کرتا ہے کہ جو ہنستے ہیں ان کے ساتھ ہنسو اور جو ماتم کرتے ہیں ان کے ساتھ ماتم کرو۔ حسد کو دل میں رکھ کر ہم ایسا نہیں کر سکتے گویہ ایسی حالت ہے جس میں ہم دوسروں کی ترقی سے افسردہ ہوتے ہیں اور ان کے نقصان سے خوش ہوتے ہیں۔ لہٰذا ایک ایماندار دوسرے ایماندار کو دی گئی برکات اور خدمت سے حسد کر سکتا ہے۔ اُس کے لئے ''جنگلے کے دوسری طرف والی گھاس ہمیشہ زیادہ سبز ہوتی ہے۔'' وہ دوسروں کو ملنے والی برکتوں سے حسد کرتا ہے۔ لیکن مسیح کا

سچا غلام کسی چیز کا حسد نہیں کرتا۔ وہ خوشی سے اُس علاقہ میں کام کرتا ہے جو اُس کے مالک نے اُسے عطا کیا ہے اور جب اس کا ساتھی غلام کوئی اچھا اور بڑا کام کرتا ہے تو وہ اس کے ساتھ خوش ہوتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس سے اس کے مالک کے نام کو عزت مل رہی ہے۔ کلام مقدس ہمیں بڑے واضح انداز میں ان تین برائیوں سے خبردار کرتا ہے۔ ان تین برائیوں یعنی حسد، رقابت اور مقابلے کو کلیسیاؤں کی تباہی کی بڑی وجہ قرار دیا گیا ہے۔

''کیونکہ تم ابھی تک جسمانی ہو۔ اس لئے کہ جب تم میں حسد اور جھگڑا ہے تو کیا تم جسمانی نہ ہوئے اور انسانی طریق پر نہ چلے۔'' (1- کرنتھیوں 3:3)

''لیکن اگر تم اپنے دل میں سخت حسد اور تفرقے رکھتے ہو تو حق کے خلاف شیخی نہ مارو اور نہ جھوٹ بولو یہ حکمت وہ نہیں جو اوپر سے اترتی ہے بلکہ دنیوی اور نفسانی اور شیطانی ہے۔ اس لئے کہ جہاں حسد اور تفرقہ ہوتا ہے وہاں فساد اور ہر طرح کا برا کام بھی ہوتا ہے'' (یعقوب 3:14-16) ان تین انسانی خصوصیات کا جو بنیادی مسئلہ ہے وہ زندگی کے محور کا ہے۔ بجائے اس کے کہ ہماری زندگی کا محور ہمارا مالک یعنی مسیح یسوع ہو ہم اپنے کام یا اپنی خدمت کو اپنی زندگی کا محور بنا لیتے ہیں۔ حاصل بحث یہ ہے کہ یہ تینوں خصوصیات ایک غیر مصلوب شدہ زندگی میں پائی جاتی ہیں۔ یہ دراصل انا کی تین مختلف شکلیں ہیں یہی وہ چیز ہے جو غلام کی زندگی میں نہیں ہونی چاہئے۔

خدمتیں طرح طرح کی ہیں

ہمارے لئے یہ جاننا اور قبول کرنا بہت اہم ہے کہ خدا اپنے بندوں کو مختلف قسم کی

خدمتیں سونپتا ہے۔ایک بندہ کو بڑھئی یا لوہار یا اس قسم کا کوئی اور کاریگر بنا سکتا ہے۔ دوسرے کہ وہ تاجر یا منیجر یا اکاوئنٹنٹ یا کمپیوٹر پروگرامر بنا سکتا ہے۔کسی کو وہ زراعت اور کھیتی باڑی کی خدمت بخش سکتا ہے۔کچھ لوگ آرٹ، پینٹنگ اور مجسمہ سازی کی خدمت میں لگ سکتے ہیں۔کچھ کو خدا مقامی کلیسیاء کی راہنمائی کی خدمت بخش سکتا ہے۔اسی طرح کچھ کو کتابیں لکھنے کی خدمت دی جاسکتی ہے۔تمام خدمتوں کی فہرست تیار کرنا اور یہاں پر لکھنا ممکن نہیں ہے۔کچھ کو ایک سے زیادہ خدمت مل سکتی ہیں۔اسی طرح خدا اپنے کسی بندہ کی خدمت کو تبدیل بھی کرسکتا ہے۔ایسا اُس کی زندگی کے کسی بھی حصہ میں ہوسکتا ہے۔

خدمتوں میں بڑی اور چھوٹی کی کوئی تمیز موجود نہیں ہے۔ایک غلام جو سارا دن اپنے ہاتھ سے کام کرتا ہے اُس غلام سے جو سارا دن دُعا میں گزارتا ہے نہ تو بڑا ہے نہ ہی چھوٹا ہے۔بدقسمتی سے کلیسیائی تعلیم دینے اور بشارت دینے کی خدمت کو دوسرے کاموں کی نسبت بڑی خدمت قرار دیتی ہیں۔میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ گرجا گھر میں سب سے پیچھے والے حصے میں بیٹھنے والوں کی خدمت خدا کی نظر میں اتنی ہی اہم ہے جتنی کہ پُلپٹ پر خدمت کرنے والے کی۔میں ایک ایسی خاتون کو جانتا ہوں جو بہت عرصہ سے ایک خدمت انجام دے رہی ہے۔وہ گرجا گھر کے سب سے پچھلے بنچوں پر بیٹھتی ہے اور عبادت کے اختتام پر مختلف لوگوں کی خدا کے کلام میں ترقی کرنے کیلئے حوصلہ افزائی کرتی ہے۔اُسے اس خدمت سے کوئی دنیوی شہرت یا عزت نہیں ملتی لیکن جو کچھ وہ کررہی ہے وہ خدا کی نظر میں ایک موثر خدمت ہے۔ممکن ہے کہ کوئی اتوار ایسا بھی ہوتا ہے جس میں کسی شخص کو پاسبان کے پیغام کی نسبت اُسکی خدمت

سے زیادہ برکت ملی ہو۔

یہ بات بہت ضروری ہے کہ ہم اپنی خدمت کو پہچانیں۔ جب ہم دوسری تمام باتیں خدا کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں ہم بڑی آسانی سے اپنی زندگی میں خدا کی مرضی کو پورا کر سکتے ہیں جب ہم اپنی دی گئی خدمت سے بڑھ کر کچھ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہم پریشان ہوتے ہیں۔

مسیح کا حقیقی غلام اپنی خدمت کا انتخاب مسیح یسوع پر چھوڑ دیتا ہے۔ وہ اپنے مالک یسوع کی مرضی پوری کرنے کیلئے زندگی گزارتا ہے۔ مالک اپنے غلام کو کس طرح استعمال کرے گا یہ مالک کا مسئلہ ہے نہ کہ غلام کا۔

باب نمبر 7

غلام کیلئے خدمت کا انتخاب مالک کرتا ہے

دنیاوی ضروریات ہماری طاقت سے زیادہ ہیں ہم ان سب کو پورا نہیں کر سکتے۔ ہمارے اوپر ہمیشہ یہ دباؤ رہتا ہے کہ ہم خدا کے مقرر کردہ کام کے علاوہ اور اُس سے زیادہ کام کریں۔ کچھ سال پہلے ایک خاتون میرے پاس اپنے کسی مسئلہ کے بارے میں پاسبانی مشاورت کی غرض سے آئی۔ اُس کے ساتھ گفتگو کے بعد روح القدس نے مجھے اُس کیلئے یہ الفاظ دیئے:

''صرف اُن جنگوں میں ہاتھ ڈالو جو کہ خدا نے تمہارے لئے منتخب کی ہیں۔ جب خدا ہتھیار ڈالنے کو کہے تو فوراً ایسا کرو اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو آپ اپنے اوپر بھروسہ کر رہے ہیں نہ کہ خدا پر''

جب وہ خاتون میرے دفتر سے باہر جا رہی تھی تو روح القدس نے مجھ سے کہا ''یہ الفاظ تمہارے لئے بھی ہیں'' میں قدرتی طور پر مسائل حل کرنے کا شوق رکھتا ہوں۔ اپنے اس شوق کی وجہ سے میں کئی دفعہ ایسے مسائل میں بھی شامل ہو جاتا ہوں جن کیلئے خدا نے مجھے مقرر نہیں کیا۔

بہت دفعہ لوگوں کی توقعات بھی ہمارے اوپر دباؤ ڈالتی ہیں کہ ہم وہ کام کریں جن کے لئے خدا نے ہمیں مقرر نہیں کیا۔ خدا کے ایک خادم نے کلیسیا میں ایک بڑی اچھی

روایت ڈالی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی دُعا کو بھی خدا کی مرضی میں ڈھالیں۔ جب کوئی ہمارے پاس شفائیہ دُعا کیلئے آئے تو پہلے ہم یہ سمجھیں کہ خدا کیا کرنا چاہتا ہے پھر دُعا کریں۔

کافی سال پہلے خدا نے مجھے یہ سبق بڑے واضح انداز میں سکھایا۔ میں نے ایک رات ہسپتال میں ایک ایسے نوجوان کے ساتھ بیٹھ کر گزاری جس کی بیوی قریب المرگ تھی۔ دن نکلنے کے کچھ دیر بعد میں اپنے گھر گیا۔ تیار ہوا اور پھر سارا دن اپنے دفتر کے کام میں گزارا۔ شام کو میں کافی تھک چکا تھا اور میں نے سوچا کوئی ہلکا سا کھانا کھاؤں گا اور جلدی سو جاؤں گا۔ جب میں کھانا ختم کر رہا تھا تو میرے لئے ایک فون آیا۔ فون میں سے کسی کی آواز آئی کہ کیا آپ ہسپتال آ سکتے ہیں۔ ایک شخص بہت پریشان کن حالات میں ہے اور اس کو سکون نہیں آ رہا۔ ہم اس کی کوئی مدد نہیں کر پا رہے۔ کیا آپ آ کر اُسے تیل مل کر اُس کے لئے دعا کر سکتے ہیں کہ خدا اسے شفا دے۔ میں نے تھکی ہوئی آواز میں کہا کہ میں فوراً پہنچ رہا ہوں۔

وہ شخص میرا پرانا دوست بل تھا جسے کچھ دن پہلے ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ میں نے خدا سے دعا مانگی کہ خدایا ایک اور رات ہسپتال میں گزرے گی۔ مجھے اس کا حوصلہ دینا۔ بل میری کلیسیا میں ایک وفادار ڈیکن کے طور پر خدمت کرتا تھا۔

جب میں ہسپتال میں داخل ہوا تو میری توقع کے مطابق اس کے خاندان کے تمام افراد میرا انتظار کر رہے تھے تاکہ میں اس کے لئے دعا کروں۔ میں نے کچھ وقت اس کے خاندان کے ساتھ مل کر دعا میں گزارا۔ وہ ہوش میں تھا اور بے سکونی میں بولتا جا رہا تھا۔ اس کو سکون دلانے کی تمام کوششیں ناکام ہو رہی تھیں۔

اس کے بعد میں اس کے بستر کے قریب آیا اور دعا کرنے کیلئے مسح کیا ہوا تیل نکالا۔ اچانک روح القدس نے مجھے احساس دلایا کہ میں اس شخص کی شفا کیلئے دعا نہ کروں۔ روح القدس نے مجھے کہا کہ زبور نمبر 23 کی تلاوت کروں۔

''خداوند میرا چوپان ہے۔
مجھے کمی نہ ہوگی۔
وہ مجھے ہری ہری چراگاہوں میں بٹھاتا ہے۔
وہ مجھے راحت کے چشموں کے پاس لے جاتا ہے۔
وہ میری جان کو بحال کرتا ہے۔
وہ مجھے اپنے نام کی خاطر صداقت کی راہوں پر لے چلتا ہے۔
بلکہ خواہ موت کے سایہ کی وادی میں سے
میرا گزر ہو میں کسی بلا سے نہیں ڈروں گا
کیونکہ تو میرے ساتھ ہے
تیرے عصا اور تیری لاٹھی سے مجھے تسلی ہے
تو میرے دشمنوں کے روبرو میرے آگے دستر خوان بچھاتا ہے
تو نے میرے سر پر تیل ملا ہے
میرا پیالہ لبریز ہوتا ہے یقیناً بھلائی اور رحمت عمر بھر میرے ساتھ ساتھ رہیں گی اور میں ہمیشہ خداوند کے گھر میں سکونت کروں گا۔

جب میں نے یہ تلاوت ختم کی تو روح القدس نے مجھے یوحنا 14 باب میں سے پڑھنے کا کہا۔ تمہارا دل نہ گھبرائے۔ تم خدا پر ایمان رکھتے ہو مجھ پر بھی رکھو۔ میرے

باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں۔ اگر نہ ہوتے تو میں تم سے کہہ دیتا کیونکہ میں جاتا ہوں کہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں۔ اور اگر میں جا کر تمہارے لئے جگہ تیار کروں تو پھر آ کر تمہیں اپنے ساتھ لے لوں گا تا کہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو(یوحنا 14:1-3)

جب میں ان آیات کی تلاوت مکمل کر چکا تو بِل کافی پُرسکون ہو چکا تھا۔ روح القدس نے مجھے کچھ اور کرنے کیلئے نہ کہا۔ میں اُس کے بستر سے دور ہٹ کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد اس کے خاندان میں سے کسی نے مجھ سے کہا۔ ہم تم بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہو۔ تم گھر جاؤ اور آرام کرو۔ اگر کوئی مسئلہ ہوا تو ہم تمہیں پھر بلا لیں گے۔ اگلے دن کسی نے مجھے فون کر کے بتایا کہ بِل خداوند میں سو گیا ہے۔ لیکن مرتے وقت وہ بالکل پُرسکون تھا۔ اُس نے مکمل اطمینان کے ساتھ اِس دُنیا کو چھوڑا۔

بِل کا خاندان مجھ سے کسی اور طرح کی خدمت کی توقع کرتا تھا۔ یعنی شفاء کی۔ لیکن خدا نے مجھ سے کوئی اور خدمت لی۔ یعنی اطمینان کی خدمت۔ مالک اپنے غلام کیلئے خود خدمت کا تعین کرتا ہے۔

باندھنے اور کھولنے کی خدمت کا تعین بھی مالک ہی کرتا ہے

باندھنے اور کھولنے کے الفاظ سے ہم ایماندار اچھی طرح واقف ہیں۔ نئے عہد نامہ میں یہ الفاظ کئی دفعہ استعمال ہوئے ہیں(54)

پہلی دفعہ یہ الفاظ پطرس کے ساتھ گفتگو میں استعمال ہوئے۔ یہ الفاظ مسیح نے اُس وقت استعمال کئے جب پطرس نے اقرار کیا کہ یسوع ہی مسیح اور زندہ خُدا کا بیٹا ہے۔

''یسوع نے جواب میں اُس سے کہا مبارک ہے تو شمعون بریوناہ کیونکہ یہ بات گوشت اور خون نے نہیں بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے تجھ پر ظاہر کی ہے اور میں بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا اور عالم ارواح کے دروازے اُس پر غالب نہ آئیں گے۔ میں آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں تجھے دوں گا اور جو کچھ تو زمین پر باندھے گا وہ آسمان پر بندھے گا اور جو کچھ تو زمین پر کھولے گا وہ آسمان پر کھلے گا۔(55) (متی16:17-19)

باندھنے اور کھولنے کے بارے میں دوسرا بیان کلیسیائی نظم و ضبط اور آپس میں ناراض بھائیوں کے بارے میں ہے۔

''اگر تیرا بھائی تیرا گناہ کرے تو جا اور خلوت میں بات چیت کر کے اُسے سمجھا۔ اگر وہ تیری سنے تو تو نے اپنے بھائی کو پالیا۔ اور اگر نہ سنے تو ایک دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لے جا تا کہ ہر ایک بات دو تین گواہوں کی زبان سے ثابت ہو جائے اگر وہ اُنکی سننے سے بھی انکار کرے تو کلیسیا سے کہہ اور اگر وہ اُنکی سننے سے بھی انکار کرے تو تو اسے غیر قوم والے اور محصول لینے والے کے برابر جان۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تم زمین پر باندھو گے وہ آسمان پر بندھے گا اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے وہ آسمان پر کھلے گا(متی18:15-13) (56)

تیسری مرتبہ اسی جیسے الفاظ (اگرچہ بالکل ہو بہو نہیں) اس وقت استعمال کئے گئے جب مسیح یسوع زندہ ہونے کے بعد گیارہ شاگردوں پر ظاہر ہوئے۔

یسوع نے پھر اُن سے کہا تمہاری سلامتی ہو! جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اُسی طرح میں بھی تمہیں بھیجتا ہوں اور یہ کہہ کر اُن پر پھونکا اور اُن سے کہا روح القدس

لو۔جن کے گناہ تم بخشو گے اُن کے بخشے گئے ہیں۔جن کے گناہ تم قائم رکھوان کے قائم رکھے گئے ہیں۔(یوحنا20:21-23) (57)

رومن کیتھولک کلیسیا ان تین حوالوں سے یہ مطلب لیتی ہے کہ کلیسیا (جس سے ان کے خیال میں مراد رومن کاتھولک پاسبان ہیں) کے پاس گناہ معاف کرنے اور قائم رکھنے کا اختیار ہے۔رومن کیتھولک کلیسیا کے اقرار اور توبہ وغیرہ کے اصول اسی بنیاد پر قائم کئے گئے ہیں۔

باندھنے اور کھولنے کا اختیار کس کے پاس ہے

ہمارے دور میں کچھ مسیحیوں نے اوپر دی گئی آیات سے یہ مطلب نکالا ہے کہ ہم باندھنے اور کھولنے کا اختیار رکھتے ہیں اور خدا ہمارے اختیار کا پابند ہے۔وہ کہتے ہیں کہ خدا نے ایمانداروں کو یہ خاص حق بخش دیا ہے۔لہٰذا وہ خدا کو ایمانداروں کا غلام بنا دیتے ہیں۔

یہ نظریات ان آیات میں استعمال ہونے والے یونانی الفاظ کے مفہوم کے بالکل برعکس ہیں۔ان تمام حوالہ جات میں یونانی میں جو صیغہ استعمال ہوا ہے اُس کا مطلب ہے کہ یہ کام پہلے سے ہو چکا ہے۔(58) یعنی اُنکے گناہ پہلے سے ہی معاف کئے جا چکے ہوں گے۔پہلے سے ہی کھولے یا باندھے جا چکے ہوں گے۔59) ایک غلام ہونے کے ناطے میں وہی کچھ باندھ سکتا ہوں جو میرا مالک پہلے ہی باندھ چکا ہے۔یا باندھنے کا حکم دے چکا ہے۔اسی طرح میں اُسی کو کھول سکتا ہوں جس کے کھولنے کا حکم خُدا دے چکا ہے۔(60) مثلاً اگر میں منادی کروں اور کوئی اسے قبول کر لے تو دراصل خدا

نے اُسے پہلے ہی گناہ سے آزاد کردیا ہوگا۔اسی طرح خدا پہلے سے ہی اعلان کر چکا ہے کہ جولوگ انجیل کورد کریں گے وہ گناہ کے بندھن میں بندھے رہیں گے۔اگر دو ناراض بھائی کلیسیا کے پاس اپنے فیصلے کیلئے آئیں اوران میں سے ایک کلیسیاء کا فیصلہ ماننے سے انکار کردے تو خداایسے بھائی کے بارے میں پہلے ہی سے کہہ چکا ہے کہ وہ کلیسیا سے خارج ہے۔کلیسیاء صرف وہ بات منوارہی ہے جو خدا پہلے سے مقرر کر چکا ہے۔

ایک کرایہ دار کوکسی کرایہ کے گھر سے کیسے بے دخل کیا جاتا ہے۔بالکل اسی طرح کا مفہوم اوپر بیان کئے گئے حوالہ جات کا ہے۔عدالت کا ایک جج نوٹس جاری کرتا ہے۔پولیس جاتی ہےاوراس حکم پر عملدرآمد کراتی ہے یعنی اُس شخص کوگھر سے نکال باہر کرتی ہے۔پولیس کے پاس کوئی اختیارنہیں ہے جب تک جج نوٹس جاری نہ کرے۔ پولیس حکومت کی طرف سے دیئے گئے اپنے اختیارات کواستعمال کرتی ہے۔

بالکل اسی طرح مسیح کا غلام کسی چیز کو باندھ یا کھول نہیں سکتا جب تک اس کے مالک (یعنی مسیح) نے اسے باندھنے یا کھولنے کا حکم نہ دیا ہو۔غلام کے پاس صرف اس وقت اختیار آتا ہے جب مالک قانونی طور پر اسے کوئی اختیار دے دے۔(61) اگر کوئی ایسا اختیار یا حکم اُسے مل جائے تو غلام پوری ایمانداری کے ساتھ اس حق کو استعمال کرتا ہے جواُسے دیا گیا ہے۔

باب نمبر8

مالک سخت محنت کی توقع کرتا ہے

''اور کلام یا کام جو کچھ کرتے ہو وہ سب خداوند یسوع کے نام سے کرو اور اُسی کے وسیلہ سے خُدا باپ کا شکر بجالاؤ'' (کلسیوں 17:3)

مسیح کے ہر غُلام کو چاہئے کہ اپنے آپ کو اپنی خدمت میں بہترین روحانی مقام حاصل کرنے کیلئے وقف کر دے۔ اِس طرح یہ غلام اپنے مالک کا نام روشن کر سکتا ہے جس نے اُسے اِس خدمت کیلئے چُنا۔ توڑوں کے بارے میں یسوع مسیح کی تمثیل سے ہم بخوبی جان سکتے ہیں کہ خُدا محنت نہ کرنے والوں کے بارے میں کیا سوچتا ہے۔ اس تمثیل میں مالک نے اپنے تین ملازموں کو مختلف رقم دی ایک کو پانچ توڑے دوسرے کو دو اور تیسرے کو ایک۔ اب ذرا غور سے دیکھیں کہ یہ تینوں اپنی دی ہوئی خدمت کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرتے ہیں۔

''کیونکہ یہ اُس آدمی کا سا حال ہے جس نے پردیس جاتے وقت اپنے گھر کے نوکروں کو بُلا کر اپنا مال اُنکے سپرد کیا اور ایک کو پانچ توڑے دیئے دوسرے کو دو اور تیسرے کو ایک یعنی ہر ایک کو اُس کی لیاقت کے مطابق دیا اور پردیس چلا گیا۔ جس کو پانچ توڑے ملے تھے اُس نے فوراً جا کر اُن سے لین دین کیا اور پانچ توڑے اور پیدا کر لئے۔ اسی طرح جسے دو ملے تھے اُس نے بھی دو اور کمائے۔ مگر جس کو ایک ملا تھا اُس نے جا کر زمین کھودی اور اپنے مالک کا روپیہ چھپا دیا'' (متی 25:14-18)

جب مالک واپس آیا تو اُس نے اپنے نوکروں کو ایک ایک کر کے بلایا تا کہ وہ اپنی مختاری کے بارے میں رپورٹ دے سکیں۔ پانچ اور دو توڑوں والے نوکروں نے اپنے دیئے گئے روپے کا اچھا استعمال کیا تھا۔ اُن دونوں سے مالک نے کہا۔ ''..........اے اچھے اور دیانتدار نوکر شاباش! تو تھوڑے میں دیانتدار رہا میں تجھے بہت چیزوں کا مختار بناؤں گا۔ اپنے مالک کی خوشی میں شریک ہو'' (متی 25:21) جس نوکر نے مالک کا روپیہ صحیح طور سے استعمال نہیں کیا تھا۔ اور اُس روپے کو بے کار پڑا رہنے دیا تھا۔ اُس کے بارے میں مالک کی رائے بالکل مختلف تھی۔

''اور جس کو ایک توڑا ملا تھا وہ بھی پاس آ کر کہنے لگا۔ اے خداوند میں تجھے جانتا تھا کہ تو سخت آدمی ہے اور جہاں نہیں بویا وہاں سے کاٹتا ہے اور جہاں سے نہیں بکھیرا وہاں سے جمع کرتا ہے پس میں ڈرا اور جا کر تیرا توڑا زمین میں چھپا دیا۔ دیکھ جو تیرا ہے وہ موجود ہے۔ اُس کے مالک نے جواب میں اُس سے کہا اے شریر اور سست نوکر! تو جانتا تھا کہ جہاں میں نے نہیں بویا وہاں سے کاٹتا ہوں اور جہاں میں نے نہیں بکھیرا وہاں سے جمع کرتا ہوں۔ پس تجھے لازم تھا کہ میرا روپیہ ساہوکاروں کو دیتا تو میں آ کر اپنا مال سود سمیت لیتا۔ پس اس سے وہ توڑا لے لو اور جس کے پاس دس توڑے ہیں اسے دیدو۔ کیونکہ جس کے پاس ہے اسے دیا جائے گا۔ اور اس کے پاس زیادہ ہو جائے گا مگر جس کے پاس نہیں ہے اس سے وہ بھی جو اس کے پاس ہے لے لیا جائے گا۔ اور اس نکمے نوکر کو باہر اندھیرے میں ڈال دو۔ وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا'' (متی 25-24:30)

یہ نوکر ناکامی سے خوف زدہ لگتا ہے۔ اس خوف کی وجہ سے اُس نے کوشش بھی نہیں کی۔ مالک کوشش میں کمی پسند نہیں کرتا۔ نوکر اپنے رویئے کو درست ثابت کرنے

کیلئے مالک کے مزاج کا سہارا لینے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن مالک اس کے اس بہانے کو قبول نہیں کرتا اور اُسے کہتا ہے کہ تو میرے مزاج سے واقف تھا لہٰذا تجھے چاہئے تھا کہ اِس رقم کو سود پر لگا دیتا تا کہ میں منافع سمیت وصول کرتا اور سچ یہ ہے کہ تم ایک شریر اور نکمے نوکر ہو۔

اس تمثیل کا مقصد یہی ہے کہ ہمارا مالک چاہتا ہے کہ ہم محنت میں کمی نہ کریں۔ جو خدمت ہمیں سونپی گئی ہے اسے پوری کوشش سے کریں۔ افسیوں اور کلسیوں کے نام خطوط میں پولس رسول غلاموں کو تاکید کرتا ہے کہ اپنے دنیاوی مالکوں کا کام پوری محنت اور جانفشانی سے کریں۔ کیونکہ مسیح کے غلام ہوتے ہوئے وہ ان دنیوی مالکوں کیلئے کام نہیں کر رہے بلکہ مسیح کیلئے کر رہے ہیں۔ وہ بتاتا ہے کہ ان کی اس محنت کو تسلیم کیا جائے گا اور اس کا اجر دیا جائے گا۔

''اے نوکرو! جو جسم کی رو سے تمہارے مالک ہیں اپنی صاف دلی سے ڈرتے اور کانپتے ہوئے اُنکے ایسے فرمانبردار رہو جیسے مسیح کے۔ اور آدمیوں کو خوش کرنے والوں کی طرح دکھاوے کیلئے خدمت نہ کرو بلکہ مسیح کے بندوں (غلاموں) کی طرح دل سے خدا کی مرضی پوری کرو۔ اور اس خدمت کو آدمیوں کی نہیں بلکہ خدا کی جان کر جی سے کرو۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ جو کوئی جیسا اچھا کام کرے گا۔ خواہ غلام ہو خواہ آزاد خداوند سے ویسا ہی پائے گا'' (افسیوں 6:5-8)

''اے نوکرو! جو جسم کی رو سے تمہارے مالک ہیں سب باتوں میں اُنکے فرمانبردار رہو۔ آدمیوں کو خوش کرنے والوں کی طرح دکھاوے کیلئے نہیں بلکہ صاف دلی اور خدا کے خوف سے جو کام کرو جی سے کرو۔ یہ جان کر کہ خداوند کیلئے کرتے ہو نہ کہ

آدمیوں کیلئے۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ خداوند کی طرف سے اسکے بدلے میں تم کو میراث ملے گی۔ تم خداوند مسیح کی خدمت کرتے ہو۔ کیونکہ جو بُرا کرتا ہے وہ اپنی برائی کا بدلہ پائے گا۔ وہاں کسی کی طرفداری نہیں'' (کلسیوں 3:22-25)

جانفشانی اور بہتری کی تلاش ہی دراصل مسیح کے غلام کی زندگی کا مقصد ہونا چاہیئے۔ میری اپنی زندگی میں ایک ایسا وقت آیا جب ہسپتال کے بلوں کی وجہ سے مجھے زیادہ آمدنی کی ضرورت تھی تا کہ میں انہیں ادا کرسکوں۔ میں نے دعا کے ساتھ خدا کی مرضی کو جانا اور جُز وقتی طور پر رات کے وقت ایک جگہ پر چوکیدار کی ملازمت شروع کر دی۔ اسی طرح ایک دفتر کی عمارت کی صفائی کا کام بھی کیا جس میں 13 غسل خانے بھی شامل تھے۔ میں اس کام کو اس سوچ کے ساتھ کرتا تھا کہ مسیح کیلئے کر رہا ہوں۔ میں نے اپنا ایک مقصد بنایا کہ مجھے اس کمپنی کی تاریخ کا سب سے بہتر چوکیدار ثابت ہونا چاہیئے۔ اسی طرح صفائی کے کام میں بھی میں پوری دیانتداری سے ہر ایک غسل خانے اور بیت الخلا کے فرش کو دھوتا اور صاف کرتا کہ وہ بالکل چمکدار نظر آتے۔ میں یہ سب کچھ مسیح کیلئے کر رہا تھا۔ میں آپ کو ایمانداری سے بتاتا ہوں کہ میری زندگی کا یہ سب سے پُرسکون وقت تھا۔ کیونکہ اس کی وجہ سے مسیح کو جلال حاصل ہوا تھا۔ میرے اس بہتر کام کی وجہ سے اُس کمپنی نے مجھے کل وقتی طور پر ملازم ہونے کیلئے کہا۔ میرے لئے یہ آزمائش کی بات تھی۔ لیکن مجھے معلوم تھا کہ میرے مالک نے مجھے یہ کام ایک تھوڑے عرصہ کیلئے دیا تھا۔ جب اس کام کو چھوڑ دینے کا وقت آیا تو میں نے فوراً اسے چھوڑ دیا۔ اپنے کام میں بہترین کا مقام حاصل کرنے کی جو نصیحت پولُس رسول تیمتھیس کو کرتا ہے وہ مسیح کے تمام غلاموں کیلئے موزوں ہے مگر خاص طور پر اُن کیلئے جو منادی

کرتے اور تعلیم دیتے ہیں۔

''اپنے آپ کو خدا کے سامنے مقبول اور ایسے کام کرنے والے کی طرح پیش کرنے کی کوشش کر جس کو شرمندہ ہونا نہ پڑے اور جو حق کے کلام کو درستی سے کام میں لاتا ہو'' (2- تیمتھیس 15:2)

کلام مقدس کا مطالعہ۔ اس پر غور کرنا اور پھر تفسیر کے بنیادی اصولوں کو سمجھنا منادی کرنے والوں اور تعلیم دینے والوں کیلئے اشد ضروری ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ ایسے استاد جنہوں نے خود پورا وقت سیکھنے میں نہیں گزارا اور کلام مقدس کا صحیح طور سے مطالعہ نہیں کیا مسیح کے سامنے کھڑے ہو کر کیا جواب دیں گے۔

ہماری خدمت چاہے کچھ بھی ہو۔ اس میں بہترین مقام حاصل کرنا ہمارا مقصد ہونا چاہئے۔ ہمارا مالک اس بات سے خوش نہیں ہوتا کہ ہم محض فرض پورا کرنے کے قابل ہوں یا بڑی مشکل سے معیار پر پورا اتریں۔ یہ بات ہم سے پہلی نسل کے ایمانداروں نے سمجھ لی تھی۔ امریکہ میں آباد ہونے والے پہلے لوگ محنت اور جانفشانی کی اہمیت سے بخوبی واقف تھے اور وہ ایمان میں بھی محنت اور جانفشانی کے قائل تھے۔ پروٹسٹنٹ کلیسیاء کی کاروباری اور کام کی اخلاقیات ایسی تھیں کہ اُن کی وجہ سے یورپ ترقی کی راہ پر گامزن ہوا اور اس کے بعد امریکہ پوری دنیا میں مالی طور پر سب سے مضبوط ملک بن گیا۔ صاف ستھرے کھیت، ہاتھ سے بنایا ہوا معیاری فرنیچر (جس پر کئی دفعہ بنانے والے کے دستخط بھی ہوتے تھے)۔ خطاطی میں مہارت۔ خوبصورت ڈیزائن کے بنائے ہوئے جوتے اور پارچہ جات اس نسل کی محنت اور جانفشانی کا منہ بولتا ثبوت تھے۔ یہ کاروباری اخلاقیات امریکہ کی ثقافتی پہچان بن گئے تھے۔

بدقسمتی سے ہماری اس نسل میں محنت اور جانفشانی اور بہترین کا مقام حاصل کرنے کو اتنی زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جو مسیح کی خدمت کرتے ہیں وہ اس خدمت کو بہت آسان کام سمجھ کر کرتے ہیں اور مطالعہ اور محنت سے تیاری کرنا اُن کی زندگی کا حصہ نہیں ہیں۔

پچھلے تین ابواب کے خلاصے کو ہم اس طرح بیان کر سکتے ہیں۔

مالک کی ذمہ داری کیا ہے؟

کہ وہ ہمیں ایک خدمت اور کام کرنے کا علاقہ مہیا کرے۔

ہمیں اس علاقہ میں خدمت کیلئے تیار کرے۔

اس خاص علاقہ میں ہمیں ایک خاص خدمت سونپے (خدمتیں طرح طرح کی ہیں)

ہماری اس خدمت اور محنت کے نتائج کو دیکھے اور ہماری حوصلہ افزائی کرے۔

ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

1- ہم اپنی خدمت کو پہچانیں اور قبول کریں۔

2- ہم اپنے مالک کے دل کی بات کو جاننے کی کوشش کریں کہ وہ ہم سے کیا خاص خدمت لینا چاہتا ہے۔

3- اپنے آپ کو اس خاص خدمت کیلئے وقف کر دیں اور جانفشانی اور محنت سے بہترین مقام حاصل کریں۔

اگر ہم ان اصولوں پر غور سے عمل کریں گے تو یقیناً ہمارے لئے یہی کہا جائے گا۔

شاباش! اچھے اور دیانتدار نوکر!

باب نمبر 9

غلام اپنے مالک کی مہیا کردہ نعمتوں پر تکیہ کرتا ہے

مالک اپنے غلام کی جسمانی ضروریات 2 وجوہات کی بناء پر پوری کرتا ہے۔

1-ان ضروریات کا پورا ہونا غلام کی دنیوی زندگی قائم رکھنے کیلیئے ضروری ہے تا کہ وہ کام کر سکے۔

خدا کے غلام کو اپنی ذاتی مالی ضروریات کا غلام نہیں بننا چاہیئے

''اپنے واسطے زمین پر مال جمع نہ کرو جہاں کیڑا اور زنگ خراب کرتا ہے اور چور نقب لگاتے اور چُراتے ہیں۔ بلکہ اپنے لئے آسمان پر مال جمع کرو جہاں نہ کیڑا خراب کرتا ہے نہ زنگ اور نہ وہاں پر چور نقب لگاتے اور چُراتے ہیں۔ کیونکہ جہاں تیرا مال ہے وہیں تیرا دل بھی لگا رہے گا۔ بدن کا چراغ آنکھ ہے پس اگر تیری آنکھ درست ہو تو تیرا سارا بدن روشن ہوگا۔ اور اگر تیری آنکھ خراب ہو تو تیرا سارا بدن تاریک ہوگا۔ پس اگر وہ روشنی جو تجھ میں ہے تاریکی ہو تو تاریکی کیسی بڑی ہوگی۔ کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا ہے کیونکہ یا تو ایک سے عداوت رکھے گا اور دوسرے سے محبت۔ یا ایک سے ملا رہے گا اور دوسرے کو ناچیز جانے گا۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے''۔

بہت سے لوگ دولت کے غلام بن جاتے ہیں۔ امریکہ میں ایک محاورہ بہت عام

ہے ''عظیم ڈالر کی تلاش میں''۔ بدقسمتی سے وہ لوگ جو اپنے آپ کو مسیحی کہتے ہیں وہ بھی روپیہ جمع کرنے میں لگے ہیں اور اتنی کشمکش کے باوجود اتنا حاصل نہیں کر پاتے جتنا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری نسل جس چیز کو ضرورت تصور کرتی ہے پچھلی نسل کی نظر میں وہ عیش وعشرت کے زمرے میں آتا تھا۔ ہماری جدید زندگی میں ہر شخص کی زندگی کا گیت پیسہ پیسہ پیسہ ہی نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر جان ڈی راک فیلر سے کسی نے پوچھا کہ کتنی دولت کسی انسان کیلیئے کافی ہے۔ اس وقت ڈاکٹر فیلر امریکہ کا سب سے دولت مند انسان تھا۔ ڈاکٹر فیلر کا جواب بہت مشہور ہوا۔ اس نے کہا ''تھوڑی سی اور'' اُس کے جواب میں ہماری نسل کی سوچ بہت واضح نظر آتی ہے کہ اور دولت حاصل کرو۔

اِس دولت کی پجاری دنیا میں ابھی ایسے لوگ بھی ہیں جن کیلیئے اپنے اور اپنے بچوں کی خوراک ان کے لباس اور رہنے کا انتظام کرنا بہت مشکل کام ہے۔ وہ ہمیشہ غربت کی زد میں رہتے ہیں۔

لیکن مسیح کے غلاموں کو نہ تو دولت کی زیادتی نہ ہی انتہائی غربت اُن کے مالک سے دور کرسکتی ہیں۔ مسیح کے غلام کو صرف ایک ہی بات کی فکر ہوتی ہے اور وہ یہ کہ اپنے مالک کی مرضی کو جانے اور اسے پورا کرے۔ اور اپنی زندگی اس کی مرضی کے مطابق گزارے۔ مالک نے اپنے غلاموں سے ایک بڑا عظیم وعدہ کیا ہے۔

اس لئے فکرمند ہو کر یہ نہ کہو ہم کیا کھائیں گے یا کیا پیئں گے یا کیا پہنیں گے کیونکہ ان سب چیزوں کی تلاش میں غیر قومیں رہتی ہیں اور تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم ان سب چیزوں کے محتاج ہو بلکہ تم پہلے اس کی بادشاہی اور اس کی راستبازی کی تلاش کرو تو یہ سب چیزیں بھی تم کو مل جائیں گی۔ پس کل کیلیئے فکر نہ کرو کیونکہ کل کا دن

اپنے لئے آپ فکر کرے گا۔ آج کیلئے آج ہی کا دُکھ کافی ہے۔(متی 6:31-34)

خدا کے بندے (یعنی غلام) پہلے خدا کی بادشاہی کو ڈھونڈتے ہیں نہ کہ اپنی زندگی کی ضروریات کو۔

خدا کا مہیا کرنے کا طریقہ

خدا کے کلام میں ہم بہت سے ایسے واقعات پڑھتے ہیں جن میں خدا نے اپنے لوگوں کو مہیا کیا۔(62) عام طور پر خُدا ہماری ضروریات عام طریقوں یعنی ہماری ملازمت سے مزدوری یا تنخواہ سے ہی پوری کرتا ہے۔ پولُسؔ اپنے ہم خدمت بھائیوں کو ہمیشہ یہ کہتا ہے کہ اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے کوئی منافع بخش کام کریں۔ اس بارے میں سب سے زوردار بیان ہمیں تھسلنیکیوں کے نام خط میں ملتا ہے۔

''......چپ چاپ رہنے اور اپنا کاروبار کرنے اور اپنے ہاتھوں سے محنت کرنے کی ہمت کرو۔ تاکہ باہر والوں کے ساتھ شائستگی سے برتاؤ کرو اور کسی چیز کے محتاج نہ ہو''(1- تھسلنیکیوں 4:11-12)

اور جب ہم تمہارے ساتھ تھے اُس وقت بھی تم کو یہ حکم دیتے تھے کہ جسے محنت کرنا منظور نہ ہو وہ کھانے بھی نہ پائے ہم سنتے ہیں کہ ہم میں سے بعض بے قاعدہ چلتے ہیں اور کچھ کام نہیں کرتے بلکہ اوروں کے کام میں دخل دیتے ہیں۔ ایسے شخصوں کو ہم نہیں بلکہ خداوند یسوع مسیح حکم دیتے ہیں اور نصیحت کرتے ہیں کہ چپ چاپ کام کرنے والے اپنی ہی روٹی کھائیں۔ اور اگر کوئی ہمارے اس خط کی بات کو نہ مانے تو اُسے نگاہ

میں رکھو اور اُس سے محبت نہ رکھو تا کہ وہ شرمندہ ہو۔ (1 - تھسلنیکیوں 3:10,12,14)

تھلسنیکے کی کلیسیا کے بہت سے ارکان نے یہ سوچ لیا تھا کہ چونکہ مسیح بہت جلد آنے والا ہے لہٰذا انہیں کام کرنے اور روپیہ پیسہ کمانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ایک اونچی جگہ پر بیٹھ کر آسمان کی طرف دیکھتے رہتے اور مسیح کی آمد کا انتظار کرتے رہتے۔ پولسؔ ان بے کار رسولوں سے بہت زیادہ ناراض ہوتا ہے۔

پولسؔ نے خود اپنی زندگی سے ایک مثال قائم کی کرنتھس میں پولسؔ پرسکلہ اور اکولہ کے ساتھ مل کر خیمہ دوزی کا کاروبار کیا کرتا تھا(63) خیمہ دوزی وہ ہُنر تھا جس کی اُس نے باقاعدہ تربیت حاصل کی تھی۔ مختلف کلیسیاؤں کے نام اپنے خطوط میں پولسؔ بار بار اپنے ہاتھ سے کام کرنے اور اپنی اور اپنی کلیسیا کی ضروریات خود پوری کرنے کے بارے میں لکھتا ہے(64) افسس کی کلیسیا کے بزرگوں کو لکھتے ہوئے کہ وہ کس طرح کلیسیاء کی راہنمائی کریں پولسؔ نے لکھا:

''میں نے کسی کی چاندی یا سونے یا کپڑے کا لالچ نہیں کیا۔ تم خود جانتے ہو کہ انہیں ہاتھوں نے میری اور میری ساتھیوں کی حاجتیں رفع کی ہیں میں نے تم کو سب باتیں کر کے دکھادیں کہ اس طرح محنت کر کے کمزوروں کو سنبھالنا اور خداوند یسوع المسیح کی باتیں یاد رکھنا چاہئیں کہ اُس نے خود کہا ''دینا لینے سے مبارک ہے'' (اعمال20:33-35)

اِس ملاقات کے پانچ سال بعد پولس نے ایک بار پھر روم کے قید خانہ میں سے افسیوں کو خط لکھا اور اس خط میں بھی اُس نے ہاتھ سے کام کر کے روزی کمانے پر زور دیا۔

''چوری کرنے والا پھر چوری نہ کرے بلکہ اچھا پیشہ اختیار کر کے ہاتھوں سے محنت کرے تاکہ محتاج کو دینے کیلئے اس کے پاس کچھ ہو'' (افسیوں 4:28)

1965ء سے 1975ء تک مسیح کی منادی کرنے والے بہت سے گروہ امریکہ کے مختلف علاقوں میں پھرتے ہوئے نظر آتے تھے۔ ان میں سے کچھ بشارت کا کام کرتے کچھ کسی اور طرح کی ''خدمت'' انجام دیتے تھے۔ ان میں سے اکثر آوارہ اور خانہ بدوش قسم کے لوگ تھے جو کسی طرح کی نوکری یا کام کرنے سے گریز کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ہم صرف آسمان کی بادشاہی کی تلاش میں ہیں۔ ان میں سے ایک گروپ جو ہمارے شہر (یعنی تُلسا) میں آیا۔ اُن کا شہر کے بارے میں عجیب رویہ تھا۔ وہ مسیحیوں سے کہتے کہ وہ اپنی نوکریاں ترک کر دیں اپنی ملکیت کی اشیاء کو بیچ دیں اور ان کے گروپ میں شامل ہو جائیں۔ اُن کے اس رویئے سے تنگ آ کر ایک کلیسیا نے ان کو کچھ رقم دی اور اُن کا وہ قرض جو اُن پر اُس عرصہ کے دوران چڑھ گیا تھا ادا کر کے اُن سے کہا کہ آپ اس شہر سے چلے جائیں اور دوبارہ یہاں نہ آئیں۔

ایک سال کے بعد چھ کلیسیائی راہنماؤں نے جو اُس گروپ کے ساتھ کام بھی کرتے رہے تھے (جب وہ گروپ تلسا میں تھا) گروپ کے راہنما کو دعوت دی کہ وہ آ کر اُن سے بات چیت کرے کہ اُس گروپ کو کیسے مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ ان چھ راہنماؤں میں سے ایک میں تھا۔ ہم نے اس شخص کی خدمت میں کافی مدد کی تھی لہٰذا وہ ہماری دعوت کو رد نہ کر سکا اور تُلسا آیا۔ ہم میں سے کسی کو بھی اس شخص کی مسیح سے وفاداری پر شک نہیں تھا۔ تاہم ہمارا یہ خیال تھا کہ اُس کے اس جوش نے کلیسیا کو فائدہ کی بجائے نقصان پہنچایا تھا۔ لہٰذا ہم نے اُن کی مدد کا سوچا ہم نے مشورہ دیا کہ جب

اس کا گروپ کسی شہر میں داخل ہوگا تو ہم اُن کے ساتھ بائبل مقدس سے وہ حوالے پڑھیں گے جن میں ہاتھ سے کام کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ لیکن وہ اس بات سے خوش نہ تھا۔ اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے وہ نہایت غصہ میں آ گیا۔ اس نے کہا کہ آپ اس طرح کام کر کے اپنی زندگی کو ضائع کر رہے ہیں۔ جب ہم نے اُسے دلائل دینے کی کوشش کی تو اُس نے کہا کہ بس میٹنگ ختم ہو چکی ہے۔ وہ اپنی سوچ کے خلاف کوئی بات سننے کو تیار نہ تھا۔ حالانکہ وہ اُن لوگوں سے ہدیہ جات قبول کرتا تھا جو لوگ اُس کی نظر میں اپنی زندگی کام میں ضائع کر رہے تھے۔ ایسے ضرورت سے زیادہ روحانی قسم کے آوارہ لوگ کلیسیائی تاریخ میں بہت دفعہ ظاہر ہوئے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ کلیسیا کی تاریخ میں ایک ایسا وقت بھی تھا جب بھکاری بننے اور غربت کی زندگی کو روحانیت کا نام دیا جاتا تھا۔ اور اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے کام کرنے کو روحانیت کے خلاف کام تصور کیا جاتا تھا۔

ہمیں پولسؔ رسول کے خطوط اور اُس کی زندگی سے یہ نظر آتا ہے کہ کام کرنا اور اپنی ضروریات پوری کرنا خدا کے کلام کے عین مطابق ہے۔ خدا عام طور پر ہماری ضروریات ایسے مواقعوں سے ہی پوری کرتا ہے جب ہمیں کوئی اچھی ملازمت ملتی ہے اور خدا ہماری آمدنی میں برکت ڈالتا ہے۔

مالک کی مرضی سے کچھ غلام کلیسیا سے آمدنی حاصل کرتے ہیں

کچھ غلاموں کو خدا کل وقتی طور پر کلیسیا کی خدمت کیلئے بلاتا ہے۔ لیکن یہ غلام

دوسروں کی نسبت زیادہ اہم یا زیادہ قابل قدر نہیں ہوتے۔اُن کی بلاہٹ دوسرے غلاموں سے تھوڑی مختلف ہوتی ہے۔ یہ بلاہٹ مختلف طریقوں سے ہوسکتی ہے۔ مثلاً کوئی کلیسیا اپنے ایلڈر سے یہ درخواست کرے کہ آپ اپنی ملازمت ترک کر دیں تا کہ آپ خدا کی خدمت کل وقتی طور پر کرسکیں۔کلیسیا کو آپ کے اُس وقت کی ضرورت ہے جو آپ نوکری میں صرف کرتے ہیں۔خدا یہ چاہتا ہے کہ آپ اُس وقت میں اُس کے گلہ کی نگہبانی کریں۔''آپ نوکری چھوڑ دیں اور ہم آپکی مالی ضروریات پوری کریں گے۔''لہٰذا ایلڈر کو اس بلاہٹ پر دُعا میں رہتے ہوئے غور کرنا چاہئے۔اور پھر اگر خدا کہے تو اسے قبول کرنا چاہئے۔خدا کی طرف سے بلاہٹ کا یہ ایک طریقہ ہے۔ پولسؔ رسول بھی یہ کہتا ہے کہ جو خادم کل وقتی طور پر کلیسیا کی خدمت کرتے ہیں اُن کی مالی ضروریات بھی کلیسیا کی ذمہ داری ہے۔

جو بزرگ اچھا انتظام کرتے ہیں خاص کر وہ کلام سنانے اور تعلیم دینے میں محنت کرتے ہیں دو چند عزت کے لائق سمجھے جائیں کیونکہ کتاب مقدس یہ کہتی ہے کہ دائیں میں چلتے ہوئے بیل کا منہ نہ باندھنا اور مزدور اپنی مزدوری کا حقدار ہے (1-تیمتھیس 5:17-18) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خدا اپنے کسی غلام کو ایسی خدمت کیلئے بلائے جس میں اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے کام کرنا ممکن نہ ہو۔ایسی بلاہٹ میں بھی خادم کو کلیسیا کے ہدیہ جات پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔اس کی ایک مثال پولسؔ اور برنباسؔ کا بشارتی سفر ہے۔

انطاکیہ میں اُس کلیسیا کے متعلق جو وہاں تھی کئی نبی اور معلم تھے یعنی برنباس اور شمعون جو کالا کہلاتا ہے اور لوکیس کرینی اور مناہیم جو چوتھائی ملک کے حاکم ہیرودیس

کے ساتھ پلا تھا اور ساؤل جب وہ خداوند کی عبادت کر رہے اور روزے رکھ رہے تھے تو
روح القدس نے کہا میرے لئے برنباؔس اور ساؤلؔ کو اُس کام کے واسطے مخصوص کر دو
جس کے واسطے میں نے اُن کو بلایا ہے تب انہوں نے روزہ رکھ کر اور دُعا کر کے اور اُن
پر ہاتھ رکھ کر اُن کو رخصت کیا۔ پس وہ روح القدس کے بھیجے ہوئے سلوکیہ کو گئے اور
وہاں سے جہاز پر کُپرس کو چلے (اعمال 13:1-4)

جب انطاکیہ کی کلیسیاء کے راہنما دعا کر رہے تھے تو روح القدس نے انہیں
ہدایت کی کہ پولسؔ اور برنباسؔ کو مسح کریں تا کہ وہ اُس کام کو پورا کریں جو روح القدس
نے اُن کیلئے مقرر کیا ہے۔ لہٰذا انہوں نے ان دونوں کو اس کام کیلئے مخصوص کیا (65)
پہلے بشارتی سفر میں پولسؔ یا برنباسؔ دونوں میں سے کسی نے اپنے ہاتھ سے کام کر کے
روپیہ نہیں کمایا۔ کیونکہ ایسا کرنا اُن کیلئے ممکن نہ تھا۔ اگر چہ کلام مقدس میں یہ نہیں بتایا
گیا کہ اُن کے اس سفر کے اخراجات کیسے پورے ہوئے لیکن زیادہ تر مفکر اس بات
سے اتفاق کرتے ہیں کہ یہ اخراجات انطاکیہ کی کلیسیا نے برداشت کئے۔

اسی طرح بہت دفعہ خدمت میں یہ ممکن نہیں ہوتا کہ خادم کوئی اور کام کر کے اپنی
روزی کما سکے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ خادم کام کر سکتا ہو لیکن خدا کی یہ مرضی نہ ہو کہ وہ کام
کرے بلکہ یہ خدمت کل وقتی طور پر انجام دے۔ ہمارا ایمان ہے کہ ایسی بلاہٹ کو
بہت زیادہ بھائیوں کی دعا کے بعد قبول کرنا چاہئے۔ مالی معاملات میں آزمائش اور
راستے سے ہٹ جانے کے بہت زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔

خدا معجزانہ اور قدرتی طریقے دونوں سے اپنے لوگوں کی ضروریات پوری کرتا ہے

کبھی کبھی خدا اپنے بندے کو کسی ایسی خدمت میں ڈال دیتا ہے جہاں اس کی ضروریات یا تو معجزانہ طریقے سے پوری ہوتیں ہیں یا پھر خدا قدرتی طریقے سے کوئی ایسا کام کرتا ہے کہ اس کے خادم کو رقم مل جاتی ہے۔ قدرتی طریقہ یہ ہوگا جب خادم کو کوئی شخص آ کر اتنی ہی رقم بطور ہدیہ ادا کر دے جتنی اس کی ضرورت ہے یا بالکل اسی وقت یا اُس سے کچھ پہلے اُسے یہ رقم مل جائے جب اُس نے ادائیگی کرنا ہو۔ ایسا عام حالات میں ممکن نظر نہیں آتا لیکن خدا کے نزدیک یہ بالکل معمولی بات ہے۔ معجزانہ طریقہ یہ ہوگا کہ خدا کسی ایسے غیر قدرتی طریقہ سے اپنے خادم کی ضرورت پوری کرے جو قدرتی طریقہ سے ناممکن ہو۔ یہ صرف خدا کے ہاتھ سے ہی ممکن ہے۔

قدرتی طور پر مہیا کرنے کی بائبل مقدس سے ایک مثال:

جب پطرسؔ نے ہیکل کا محصول ادا کرنا تھا تو یسوع نے اُس سے کہا کہ جا سمندر میں بنسی ڈال اور ایک مچھلی پکڑ جس کے منہ میں ایک سکہ ہوگا اس سے میرے اور اپنے دونوں کا ٹیکس ادا کرنا(66) پطرس نے ایسا ہی کیا اور جیسا یسوع نے اُسے کہا تھا بالکل ویسا ہی ہوا۔ اب یسوع کا اسے سب کچھ بتا دینا تو ایک معجزہ تھا۔ لیکن ایک ایسی مچھلی پکڑ لینا جس کے منہ میں ایک سکہ ہو ایک معجزہ نہیں ہے بلکہ اسے ہم خدا کی طرف سے مہیا کرنے کا ایک قدرتی طریقہ کہہ سکتے ہیں۔ اگر چہ ایسا واقع ہونے کے امکانات

بھی بہت ہی کم ہیں لیکن یہ معجزہ نہیں ہے۔ بلکہ قدرتی طور پر ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک مچھلی ایک سکہ نگل لے اور پھر کوئی مچھیرا اُسی مچھلی کو پکڑ لے۔ لہٰذا ہمیں معجزاتی طور پر مہیا کرنے اور قدرتی طور پر مہیا کرنے میں فرق کرنا چاہئے۔

معجزاتی طور پر مہیا کرنے کی بائبل مقدس سے ایک مثال

ایلیا نبی ہمارے لئے ایک بہت بڑی مثال ہے جب خدا نے اپنے بندے کیلئے معجزانہ طور پر ضروریات مہیا کیں۔ 1- سلاطین 17 باب میں ہمیں ایلیاہ نبی سے متعارف کیا جاتا ہے اور اس کے فوراً بعد ہم ایلیاہ کو خدا کے معجزانہ طور پر مہیا کرنے پر بھروسہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

اور خداوند کا یہ کلام اس پر نازل ہوا کہ یہاں سے چل دے اور مشرق کی طرف اپنا رخ کر اور کریت کے نالہ کے پاس جو یردن کے سامنے ہے جا چھپ اور تو اسی نالہ میں سے پینا اور میں نے کوؤں کو حکم کیا ہے کہ وہ تیری پرورش کریں سو اس نے جا کر خداوند کے حکم کے مطابق کیا کیونکہ وہ گیا اور کریت کے نالہ کے پاس جو یردن کے سامنے ہے رہنے لگا اور کوئے اس کے لئے صبح کو روٹی اور گوشت اور شام کو بھی روٹی اور گوشت لاتے تھے۔ اور وہ اس نالہ میں سے پیا کرتا تھا (1- سلاطین 6-2:6)

خدا نے ایک شریر بادشاہ اخی اب کو سبق سکھانے کیلئے اُس علاقہ میں شدید خشک سالی اور قحط بھیجا۔ اس تین سالہ قحط میں خدا نے معجزانہ طور پر اپنے خادم ایلیاہ کی ضروریات پوری کیں۔ کیونکہ کوؤں کا کسی انسان کیلئے صبح شام کھانا لے کر آنا قدرتی

بات نہیں بلکہ ایک معجزہ ہے۔ کیونکہ یہ ان جانوروں کی فطرت نہیں تھی۔ ایلیاہ کے حوالے سے دوسرا معجزہ اس سے بھی زیادہ حیران کن ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ نالہ جس میں ایلیاہ مقیم تھا خشک ہو گیا خدا نے معجزانہ طور پر نالہ کو دوبارہ بھرنے کی بجائے ایلیاہ سے کہا کہ وہ ساٹھ میل دور شمال میں صیدا کے گاؤں صارپت میں چلا جائے۔ شہر کے پھاٹک پر ایلیاہ کو (قدرتی طور پر) ایک بیوہ ملتی ہے جو لکڑیاں اکٹھی کر رہی ہے۔ اُس عورت کے پاس صرف ایک دن کی خوراک اور تیل موجود تھا جس کو وہ اپنے اور اپنے بیٹے کیلئے تیار کرنا چاہتی تھی۔ اس کے بعد اس کو توقع تھی وہ اور اس کا بیٹا بھوک سے مر جائیں گے۔ لیکن خدا کا منصوبہ کچھ اور تھا۔ اس عورت کا تھوڑا سا آٹا اور تیل خدا کی طرف سے ایلیاہ کیلئے مہیا کردہ خوراک تھی۔ خدا نے معجزانہ طور پر اس آٹے اور تیل کو ختم نہ ہونے دیا۔ ایلیاہ اور وہ بیوہ اور اس کا بیٹا تین سالہ قحط کے دوران اس میں سے کھاتے رہے اور بھوکے نہیں مرے۔

موجودہ جدید دور میں معجزانہ اور قدرتی طور پر مہیا کرنے کی مثال مشہور زمانہ جارج مُلر کی خدمت ہے۔ اُس نے 1936ء میں یتیم بچوں کیلئے پہلا گھر قائم کیا جو برسٹل میں واقع تھا۔ کئی دہائیوں تک مُلر کے اس یتیم خانہ نے ہزاروں بچوں کو پالا۔ مُلر اور اس کے ساتھی ان بچوں کی ضروریات کیلئے صرف دعا پر بھروسہ کرتے تھے۔ انہوں نے کبھی بھی اپنے کسی ساتھی کو ان یتیم بچوں کی ضروریات کسی دوسرے شخص کے سامنے رکھنے کی اجازت نہیں دی۔ کئی دفعہ دن کا آغاز خالی برتنوں اور الماریوں کے ساتھ ہوتا۔ لیکن شام تک خدا ضرورت کی تمام اشیاء انہیں مہیا کرتا۔

مُلر کی خدمت اور ایلیاہ نبی کے تجربات خدا کے مہیا کرنے کے عام طریقوں میں

شمار نہیں کیئے جا سکتے۔ یہ خدا کی ایک خاص بلاہٹ کے تحت ہونے والے کام تھے۔ یہاں پر کوئی شخص یہ سوال کر سکتا ہے کہ ایسا کیوں ہے کہ خدا کے کچھ غلام تو اپنے ہاتھ سے محنت کر کے اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ کچھ کو کلیسیا کے وسیلہ سے مہیا ہوتا ہے اور کچھ کو خدا قدرتی طور پر یا معجزانہ طریقے سے مہیا کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب مالک کی مرضی پر منحصر ہے۔ وہ قادر مطلق ہے اور اس کے پاس اختیار ہے۔ اس سب کی وجہ صرف مالک جانتا ہے اور غلام اس سے بے خبر ہیں۔ روح کی نعمتوں کے حوالے سے پولس رسول لکھتا ہے ایک ہی روح ہے جو یہ سب کچھ کرتی ہے جو ہر ایک کو خدا کی مرضی کے مطابق نعمتیں تقسیم کرتی ہے۔ (67) یہی بات ہم مختلف خادموں کی بلاہٹ کے بارے میں کہہ سکتے ہیں۔ ایک خادم (یعنی غلام) کے لئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ خدا کی مرضی کو جانے کے اُس کی زندگی کیلئے خدا کی مرضی کیا ہے جب وہ پہلے خدا کی مرضی کو جانے اور تسلیم کرے گا تو خدا خود اس کی ضروریات پوری کرے گا۔

غلام اپنے مالک کی عطا کردہ نعمتوں پر قناعت کرتا ہے

خدا کا بندہ اپنے لئے خدا کی مہیا کردہ نعمتوں پر قناعت کرتا ہے۔ اس بارے میں پولس رسول لکھتا ہے۔

"یہ سب میں محتاجی کے لحاظ سے کہتا ہوں کیونکہ میں نے یہ سیکھا ہے کہ جس حالت میں ہوں اُسی پر راضی رہوں میں پست ہونا بھی جانتا اور بڑھنا بھی جانتا ہوں

ہر ایک بات اور سب حالتوں میں میں نے سیر ہونا، بھوکا رہنا اور بڑھنا گھٹنا سیکھا ہے"
(فلپیوں 4:11-12)

کچھ غلام ایسے ہیں جو خدا کی مرضی سے ایک آرام دہ پُرسکون بلکہ عیش وعشرت کی زندگی گزارتے ہیں۔ اس کی وجہ صرف خدا (یعنی مالک) کو ہی معلوم ہے۔ جبکہ دوسرے غلام بہت مشکل زندگی گزارتے ہیں جس میں ضروریات بھی مشکل سے پوری ہوتی ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خدا ان دونوں میں سے کسی ایک سے زیادہ یا کم محبت کرتا ہے۔ بلکہ ان دونوں کی مالی حالت مختلف ہونے کی وجہ صرف خدا کی مرضی کا پورا ہونا ہے۔ کیونکہ ہر شخص کیلئے خدا کے مقصد کو پورا کرنا اُسی صورت اور اُنہی حالات میں ممکن ہوتا ہے جن میں خدا اُسے رکھتا ہے۔

اس کا تعلق مختاری اور ذمہ داری سے بھی ہے۔ ایک اچھا غلام اپنی ضروریات پوری کرنے میں فضول خرچ نہیں ہوتا بلکہ کفایت شعار ہوتا ہے۔ ایک غیر ذمہ دار نوکر مالک کے مہیا کردہ وسائل کو بے دردی کے ساتھ خرچ کرتا ہے۔ کچھ نوکر اس وجہ سے بھی مشکل حالات کا شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ مالک کی طرف سے مہیا کردہ وسائل کو صحیح طریقہ سے استعمال نہیں کرتے۔

دہ یکی کا ادا کرنا بھی بہت اہم ہے۔ پوری بائبل مقدس میں ہمیں بہت جگہوں پر خدا کو دینے کے بارے میں کہا گیا ہے۔ دہ یکی اگرچہ نئے عہدنامہ کا قانون نہیں ہے۔ تاہم ہر ایماندار سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ اپنے مال کے وسیلہ سے خدا کی عزت کرے۔ (اس موضوع پر بہت زیادہ لکھا گیا ہے لہٰذا ہم اس کی تفصیل میں نہیں جائیں گے) مسیح کا ہر غلام باقاعدگی اور وفاداری سے دہ یکی ادا کرتا ہے۔ یہ واحد بجٹ ہے جو

خدانے اپنے لوگوں کو دیا ہے۔ جب ایک مسیحی اپنی آمدنی پر دہ یکی نہیں ادا کرتا تو وہ خدا کے بجٹ کی جگہ اپنے بجٹ کو دے رہا ہے۔ اور خدا کے منصوبے کو رد کر رہا ہے۔(68)

حاصل بحث: مسیح کا ہر غلام اپنے مالک کی حضوری میں سکونت کی راہ دیکھتا ہے

کیونکہ زندہ رہنا میرے لئے مسیح ہے اور مرنا نفع لیکن اگر میرا جسم میں زندہ رہنا ہی میرے کام کیلئے مفید ہے تو میں نہیں جانتا کہ کسے پسند کروں۔ میں دونوں طرف پھنسا ہوا ہوں۔ میرا جی تو یہ چاہتا ہے کہ کوچ کر کے مسیح کے پاس جا رہوں کیونکہ یہ بہت ہی بہتر ہے مگر جسم میں رہنا تمہاری خاطر زیادہ ضروری ہے (فلپیوں 1:21-24)

ہمارا دل (ضمیر) ہمیں اس بات سے آگاہ کرتا رہتا ہے کہ آیا ہم مسیح کی غلامی کے اصول پر کارفرما ہیں یا نہیں۔ اگر کسی ایماندار کے اندر ایک غلام کا دل ہوگا تو وہ اپنے مالک (یعنی مسیح) کو روبرو دیکھنے کا آرزومند ہوگا۔

ایک مزاحیہ کہانی میں ہم پڑھتے ہیں۔ کہ ایک پاسبان نے واعظ کے دوران اپنی کلیسیا سے پوچھا "آپ میں سے کتنے ہیں جو جنت میں جانا چاہتے ہیں۔" ایک شخص کے علاوہ سب نے ہاتھ کھڑے کر دیئے۔ عبادت کے اختتام پر پاسبان اُس شخص کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا۔ "تم نے ہاتھ کیوں نہیں اُٹھایا۔ کیا تم فردوس میں جانا نہیں چاہتے؟" اُس شخص نے جواب دیا کہ میں یقیناً جانا چاہتا ہوں لیکن میں نے سوچا کہ

آج کی بس میں تو مجھے جگہ نہیں ملے گی۔

یہ کہانی اتنی مزاحیہ تو نہیں ہے لیکن یہ ایک بات کو ظاہر کرتی ہے۔اس سے اُس شخص کی خواہش کا اظہار ہوتا ہے لوگ اس کہانی پر اس لیئے ہنستے ہیں کہ وہ اُس شخص کی ترجیحات کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں۔ یقیناً وہ سب خداوند کے پاس جانا چاہتے ہیں لیکن ابھی نہیں۔

زیادہ تر لوگ جن میں ایماندار بھی شامل ہیں اس دنیا سے محبت رکھتے ہیں۔ وہ اس دنیا کو چھوڑنا نہیں چاہتے حالانکہ اگلی دنیا میں مسیح ان کے استقبال کیلئے کھڑا ہے۔اس کا ظہار ہمارے معاشرے میں موجود اس اصول سے بھی ہوتا ہے جسے ہم ''اس دنیا میں برکات'' کا نام دیتے ہیں یہ اصول مسیحی لوگ بھی اپناتے ہوئے نظر آتے ہیں۔آجکل دیئے گئے واعظوں میں ہمیں فردوس کا ذکر کم ملتا ہے اور اس دنیا کی برکات کا زیادہ، عبادت کے دوران ایسے گیت بھی کم گائے جاتے ہیں جن میں آنے والی زندگی کی باتوں کا ذکر ہے۔ہم اس دنیا کی ضروریات کے بارے میں اتنے فکر مند ہیں کہ آسمان کی چیزوں کے بارے میں سوچتے بھی نہیں۔

مسیح کے غلام کی سوچ بالکل مختلف ہوتی ہے۔ اُس کی زندگی میں کام کرنے اور اُسے اُبھارنے والی طاقت صرف مسیح کی محبت ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے مالک یسوع کی حضوری میں جانے کا آرزومند رہتا ہے۔تاہم اُسکی اِس خواہش کہ وہ اس دنیا میں مسیح کی خدمت کرے اور اُس کی خواہش یہ بھی ہے کہ وہ مسیح کے روبرو حاضر ہو۔ ان خواہشات کے درمیان ایک کشمکش موجود رہتی ہے۔ اس دنیا میں رہنے کی اچھی وجہ بات بھی ہوسکتی ہیں۔ ماں باپ اپنے بچوں کی تربیت اور مستقبل کے بارے میں

فکر مند ہو سکتے ہیں۔ ایک شوہر اپنی بیوی کی دیکھ بھال چاہتا ہوگا۔ خدا کا ایک مشنری خادم شاید اس لئے رُکنا چاہے کہ ابھی ایک گاؤں میں انجیل کی خوشخبری پہنچانا باقی ہے۔

اسی روح کا اظہار پولُسؔ رسول نے اپنے خط میں فلپیوں کے سامنے کیا ہے۔ پولُسؔ کیلئے سب سے بہتر تو یہی تھا کہ وہ اِس دنیا سے رخصت ہو کر مسیح کی حضوری میں پہنچ جائے۔ لیکن فلپیوں کی کلیسیاء کیلئے بہتر یہ تھا کہ پولُسؔ اُن کے پاس رہے۔ پولُسؔ اس سوال پر کشمکش میں تھا کہ بہترین بات کیا ہے۔ اگر وہ خود غرضی کا مظاہرہ کرتا تو وہ یہی کہتا کہ میں ابھی مسیح یسوع کے پاس چلا جاؤں۔ لیکن وہ خود غرض نہیں تھا لہٰذا اُس کے اندر ایک کشمکش موجود تھی۔ ایسی کشمکش اس بات کا ثبوت ہے کہ مسیح کی غلامی کا اصول ہمارے اندر کارفرما ہے۔ ویسے اگر دیکھا جائے تو پولُسؔ کیلئے یہ ایک فلسفیانہ سوال تھا کیونکہ اُسکے اِس دنیا سے جانے کا وقت اُس کے مالک نے متعین کرنا تھا۔ مسیح کا غلام خوشی سے اُن دنوں کو قبول کرتا ہے جو اُس کا مالک اُس کیلئے مقرر کرتا ہے۔ یہ اُسکے مالک کی مرضی ہے کہ جب چاہے اُسے واپس بُلا لے۔

اصل بات یہ ہے کہ پولُسؔ رسول اپنے مالک کو روبرو دیکھنا چاہتا تھا۔ اسی خواہش کا اظہار اُس نے کرنتھیوں کے نام دوسرے خط میں بھی کیا۔ اس نے کرنتھیوں کو بھی یہ یاد دلایا کہ مسیح کی حضوری کی برکت اُن کیلئے بھی ہے۔

''پس ہماری ہمیشہ خاطر جمع رہتی ہے اور یہ جانتے ہیں کہ جب تک ہم بدن کے وطن میں ہیں خداوند کے ہاں سے جلاوطن ہیں کیونکہ ہم ایمان پر چلتے ہیں کہ آنکھوں دیکھے پر۔ غرض ہماری خاطر جمع ہے اور ہم کو بدن کے وطن سے جُدا ہو کر خداوند کے

وطن میں رہنا زیادہ منظور ہے اسی واسطے ہم یہ حوصلہ رکھتے ہیں کہ وطن میں ہوں خواہ جلا وطن اُس کو خوش کریں۔ کیونکہ ضرور ہے کہ مسیح کے تخت عدالت کے سامنے جا کر ہم سب کا حال ظاہر کیا جائے تاکہ ہر شخص اپنے کاموں کا بدلہ پائے جو اُس نے بدن کے وسیلہ سے کئے ہوں۔ خواہ بھلے ہوں خواہ بُرے" (1- کرنتھیوں 5:6-10)

جیسا ہم نے پچھلے ابواب میں بار بار بیان کیا ہے۔ مسیح کے غلام کی زندگی کا پہلا اور سب سے اہم مقصد اپنے مالک کی مرضی کو پورا کرنا ہے۔ اس سے مراد اپنے مالک کے احکام کو جاننا اور انہیں پورا کرنا ہی نہیں ہے بلکہ اس کی خواہشات کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا بھی ہے۔ اس سے بڑی خوشی کی بات اور کیا ہوگی کہ ہمارا مالک جس نے ہمیں اپنے خون سے خریدا ہے اور جو تمام کائنات کا بادشاہ ہے ہمارے بارے میں یہ الفاظ کہے:

"..........اے اچھے اور دیانتدار نوکر شاباش! تو تھوڑے
میں دیانتدار رہا میں تجھے بہت چیزوں کا مختار بناؤں گا۔ اپنے
مالک کی خوشی میں شریک ہو۔

(متی 25:21)

ایک مسیحی کیسے یہ یقین سے کہہ سکتا ہے کہ اُس کے بارے میں یہ الفاظ کہے جائیں گے اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ وفاداری کے ساتھ مسیح کی تابع فرمانی۔ صرف تابع فرمانی یعنی حکم ماننا۔ کام کے نتائج نہیں۔

خدا کی مرضی کو جاننا، اُس مرضی کا پورا کرنا۔ خدا پر بھروسہ کرنا۔ اس فرمانبرداری کے چاہے کچھ بھی نتائج ہوں۔ یہ وہ زندگی ہے جس سے خدا خوش ہوتا ہے۔ یہی مسیح کی غلامی کا اصول ہے۔

اختتامی نوٹس

1- دہ یکی: اس کتاب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ دہ یکی نئے عہد میں قانون کے طور پر موجود نہیں ہے۔ دہ یکی موسوی عہد کا حصہ تھی اور بنی اسرائیل کے ساتھ خدا کے عہد میں شامل تھی۔ نئے عہد نامہ میں یہ قانون نہیں بلکہ ایک اصول کے طور پر موجود ہے۔ مسیح کے غلام کے پاس اپنا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اُسکے پاس جو کچھ بھی ہوتا ہے اُسکے مالک کا دیا ہوا ہوتا ہے۔ اُس کا مالک کیسے چاہتا ہے کہ اُس کا روپیہ استعمال ہو۔ کتنی رقم ذاتی ضروریات پوری کرنے کیلئے ہو اور کتنی کلیسیا کی تھیلی میں ڈالی جائے۔ جب ان سوالات کے جواب کیلئے میں نے کلام مقدس کو پڑھا تو مجھے صرف ایک ہی راہنمائی ملی اور وہ دہ یکی ہی تھی۔ یہ واحد بجٹ منصوبہ ہے جو خدا نے اپنے لوگوں کو دیا ہے۔ اور یہی منصوبہ میں نے اپنے خاندان کے مالی معاملات کیلئے استعمال کیا ہے۔ دہ یکی کے بارے میں بہت سی گواہیاں موجود ہیں کہ خدا نے کس طرح اُن لوگوں کو برکت دی جو دہ یکی دیتے ہیں۔ اس کتاب کے تعارف میں جو حالات میں نے بیان کئے ہیں میرے خیال میں خُدا ان کی مدد سے مجھے ایک اہم روحانی سچائی کے بارے میں سکھانا چاہتا تھا۔ خُدا کی ترجیح مجھے سکھانا تھی نہ کہ مشکل میں ڈالنا اور پھر اس سے نکالنا۔ خدا مالک ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

2- مسیح کا غلام (Doulos): اس لفظ کا تلفظ انگریزی لفظ Due (ڈیو) اور Los (لاس) سے ملتا جلتا ہے۔ اس کتاب میں جہاں بھی لفظ غُلام یا مسیح کا غلام۔ یا خدا کا غلام۔ یا بندہ یا خادم استعمال کیا گیا ہے اس سے مراد

Doulos ہی ہے۔یعنی مسیح کا زر خرید غلام۔

3-اس تعداد میں تماثیل بھی شامل ہیں۔

4-لفظ Mathetes نئے عہد نامہ میں 268 مرتبہ آیا ہے (238 مرتبہ اناجیل میں 30 مرتبہ اعمال میں)

5-کٹل گیر ہارڈ کی کتاب Theological Dictionary of NT جس کا ترجمہ جیف بریملی نے کیا۔صفحہ نمبر 262 والیم 2 (1967ء)

6-کٹل۔والیم 2۔صفحہ 261

7-اگرچہ یوحنا یہ لفظ اپنے خطوط میں استعمال نہیں کرتا وہ اسے مکاشفہ میں استعمال کرتا ہے۔

8- Doulos کی جمع Douloi ہے۔

9- Doulos کی جمع Douloi ہے۔

10- Doulos کا اسم معرفہ Doulo واحد

11- Depostes کا واحد اسم معرفعہ

12-13۔ Despotes کا اسم معرفہ

14- Despotes کیلئے پکارنے کیلئے استعمال ہونے والا لفظ۔

15-ولیم ارنسٹ ہینلی (1849-1903) ایک برطانوی شاعر تھا۔اپنی شاعری میں وہ خودی اور اپنے آپ پر بھروسہ کا پرچار کرتا اور خودمختاری پر زور دیتا ہے۔

16-نارمن ونسٹنٹ پیلے کی کتاب Power of Positive Thinking 1952ء میں نیویارک سے شائع ہوئی میرے لئے یہ دلچسپی کی بات

تھی کہ ہمارے شہر کی لائبریری (کتب خانہ) میں اس مصنف کی کتابوں کو عملی نفسیات کے گروپ میں رکھا گیا تھا نہ کہ مذہبی کتب کے ساتھ۔

17-رابرٹ ایچ شولر کی کتاب Self esteem ٹیکساس سے 1982ء میں شائع ہوئی۔

18-23-اوپر دی گئی کتاب کا صفحہ نمبر 48,47,27,26,37,12,31 بالترتیب

24-میک آرتھر جان جونیئر کی طرف سے "Questions for Robert Schuller" نامی مضمون "Moody" نامی رسالہ میں مئی 1983ء میں شائع ہوا۔

25- 2- کرنتھیوں 8:5، فلپیوں 1:21-24

26- 1946 سے 1964 کے درمیان پیدا ہونے والے امریکیوں کو بچے پالنے والے امریکی یا Baby Boomers کہا جاتا ہے۔

27- Christionity Today جولائی 14، 1997ء صفحہ نمبر 19-20

28- اس حوالے میں یونانی لفظ Gtoichein دو دفعہ استعمال ہوا ہے اس لفظ کا مطلب ہے بنیادی عنصر۔ کچھ مفسر اس سے مراد مسیح سے پہلے کے مذاہب یعنی یہودی اور غیر اقوام لیتے ہیں جنکی جگہ مسیح نے لے لی ہے۔ کچھ عالم حضرات اس حوالے سے مراد وہ روحانی روایات لیتے ہیں جس میں انسان بہت زیادہ مذہبی ہو جاتا ہے اور جسمانی باتوں کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتا۔ پولسؔ رسول گلتیوں کی کلیسیاء کو ان دونوں باتوں سے خبر دار کرتا ہے۔ وہ انہیں کہتا ہے کہ وہ مذہب کے غلام نہ بنیں بلکہ مسیح پر ایمان کے وسیلہ سے خدا کے فضل کے سایہ میں زندگی گزاریں۔

مزید معلومات کیلئے نئے عہد نامہ کی یونانی ڈکشنری صفحہ نمبر 769 کا مطالعہ کریں

جو کہ یونیورسٹی آف شکاگو نے 1979ء میں شائع کی۔

29۔میں نے بات کو مختصر طور پر بیان کیا ہے تاکہ موضوع سے نہ ہٹیں۔ مفہوم یہ ہے کہ ہم نے اپنے پرانے مالکوں کو چھوڑ دیا ہے اور مسیح کے غلام بن گئے ہیں۔

30-مُوسوی شریعت کے مطابق عبرانی غلاموں کو چھ سال کی خدمت کے بعد یا سال جوبلی میں سے جو پہلے آئے آزاد کر دیا جاتا ہے۔تاہم یہ غلام اپنے آقا کی محبت کی وجہ سے چاہے تو ساری عمر اُس کا غلام بن کر گزارنے کا فیصلہ کر سکتا ہے۔اگر ایسا کرنا ہو تو مالک اُس غلام کو سردار کاہن کے پاس لے کر جاتا جہاں وہ اپنے اس ارادہ کا اظہار کرتا۔پھر وہ اُس غلام کو اپنے گھر کے دروازے پر لاتا اور اُس کا کان چھید دیتا۔ اُسکے کان کا یہ سوراخ اس بات کی علامت ہوتا کہ وہ ہمیشہ اپنے آقا کی خدمت کرتا رہے گا۔(خروج 21:1-6،احبار 25:49-43استثنا 15:12-18)

یہ ایک مسیحی کیلئے بڑا اچھا نمونہ ہے اپنے فیصلہ کا اظہار کرنے کیلئے کہ اُس نے مسیح کو ہمیشہ کیلئے اپنا آقا مان لیا ہے۔ اگرچہ ہم اِس مقصد کیلئے اپنے کان تو نہیں چھدواتے تاہم بپتسمہ اس بات کی علامت ہے کہ ہم نے اپنی زندگی کے باقی دنوں کیلئے مسیح کو اپنا آقا مان لیا ہے۔

31-اگرچہ زیادہ تر واعظین اس حوالے کو تمام ایمانداروں پر لاگو کرتے ہیں تاہم اگر دیکھا جائے تو مسیح یسوع اُس وقت صرف اُن بارہ شاگردوں کے حوالے سے بات کر رہا تھا۔ اِس کی وضاحت اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ اُس نے کیسے انہیں اپنے شاگرد ہونے کیلئے بلایا۔ یسوع کہتا ہے کہ جو کچھ میں نے باپ سے سیکھا ہے وہ میں نے تمہیں بتا دیا ہے اور وہ اُن سے کہتا ہے کہ یہ باتیں تم دوسروں تک پہنچا دو۔اور یہ کہ

شاگرد مسیح کے گواہ ہیں کیونکہ وہ شروع سے اُس کے ساتھ تھے۔ان حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح یہ بات صرف 12 شاگردوں کے بارے میں ہی کہہ رہا تھا۔ یہاں لفظ دوست سے مراد وہ تعلق ہے جو تین سال تک اکٹھے رہنے کی وجہ سے شاگردوں اور مسیح کے درمیان پیدا ہو گیا تھا۔

32-وین جیکب سن کا مضمون "Body Life" (لائف سٹریم منسٹری وسالیہ کیلیفورنیا) اپریل 1996ء صفحہ نمبر 4۔

33-رومیوں 8:14-15 ان حوالوں میں سے ایک خوبصورت حوالہ ہے۔ اس میں مسیحیوں کی خوف اور پریشانی سے بھرپور زندگی (جو کہ روح القدس ملنے سے پہلے تھی) کا موازنہ ایک محفوظ اور وعدوں سے بھرپور زندگی سے کیا گیا ہے جو مسیح کو قبول کرنے اور روح القدس حاصل کرنے کے بعد ملتی ہے۔ روح القدس کی مہر ایماندار کیلئے محافظت اور اطمینان کی علامت ہے۔ اور اس کی وجہ سے وہ اعتماد کے ساتھ خدا کے پاس آ جا سکتا ہے۔

34-یونانی ادب میں ہمیں ایسی مثالیں ملتی ہیں جہاں Phille اور Agape محبت کے درمیان بہت کم تمیز کی گئی ہے یا نہیں کی گئی۔ لیکن عام طور پر یہ فرق تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس چار قسم کی محبتوں کا بہت خوبصورت بیان سی۔ ایس نوٹس کی کتاب The Four Loves میں کیا گیا ہے جو کہ فلوریڈا سے 1960 میں شائع ہوئی۔

35-کٹل: والیم نمبر 1 صفحہ 35

36-اس لفظ کی فعل شکل Ajar>w اور e]ramai ہیں۔ نئے عہد نامہ میں اس قسم کا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔

37- رکٹل: والیم نمبر 1 صفحہ 38:35

38- A Greek English Lexicom ہنری سٹیورٹ جونز اور روڈرک مکینزی۔ نواں ایڈیشن آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔ نیویارک 1992۔ صفحہ 1650۔

39- رکٹل والیم نمبر 9 صفحہ 149

40- Memerabilia Socratis۔ رکٹل۔ والیم 9۔ صفحہ 160 فٹ نوٹ نمبر 118

41- رکٹل والیم نمبر 1 صفحہ نمبر 44-54

42- اس واعظ میں زنانہ اور مردانہ جنسی اعضا کا بھی ذکر کیا جاتا تھا۔ اور یہ بات سمجھانے کی کوشش کی جاتی کہ جس طرح ابرہام سارہ کو جانتا تھا اِسی طرح ہمیں بھی خُدا کو جاننا چاہیئے۔ پھر یہ بتایا جاتا ہے کہ جس طرح عورت یہ چاہتی ہے کہ اُسکا محبوب اُسے ڈھونڈے اور اُس کیلیئے ہی بے تاب ہو اُسی طرح خُدا بھی چاہتا ہے کہ ہم اُسے ڈھونڈیں۔ جیسا کہ بائبل میں لکھا ہے "مجھے ڈھونڈو تو میں تمہیں مل جاؤں گا" پھر یہ کہ خدا کہتا ہے کہ تم مجھے ڈھونڈو تو میں اپنا جسم تمہیں دکھاؤں گا۔ (وہ لوگ خدا کو مونث انسان کے طور پر پیش کرتے ہیں)۔

43- پولی کارپ کی شہادت کا واقعہ سُمرنا کی کلیسیا نے اُس کی شہادت کے تھوڑی دیر بعد تحریر کیا۔ یہ مسیحی شہیدوں کے واقعات میں سے سب سے پہلا واقع ہے جو لکھا گیا ہے۔

44- عام طور پر یہی استعمال کیا جاتا ہے۔ بہت کم مثالیں اس کے برعکس ملتی ہیں۔

45-ہرمی نیوٹکس Hermeneutics علم کی وہ شاخ ہے جس میں ادب کی تفسیر کی جاتی ہے اور اُس کا مفہوم بیان کیا جاتا ہے۔ بائبل کی تفسیر کرتے وقت ہم تاریخی پس منظر، سیاق وسباق پہلی زبان (جس میں بائبل کا وہ حصہ لکھا گیا ہو) اور دوسری بہت سی باتوں کا خیال رکھتے ہیں تاکہ ہم اُس حوالے کا اصل مطلب اور مفہوم جان سکیں۔

46-ملاکی 2:13-16، متی 5:31، متی 19:3، مرقس 10:4، رومیوں 7:1-3

47-ان سالوں میں مجھے بہت سے ایسے مواقع ملے کہ میں کلارینٹ خرید لوں لیکن خدا نے میرے دل کو نہ ابھارا کہ میں ایسا کروں۔ 1991ء میں بار بار اور میں نے ایک خوبصورت کلارینٹ دیکھا جو کہ صرف 32 ڈالر میں مل رہا تھا۔ میں نے اور میری بیوی نے 24 گھنٹے اس کے لئے دعا کی۔ خدا نے ہم دونوں کے دل میں ڈالا کہ اسے خرید لیں۔ لہٰذا میں نے اسے خریدا لیکن میں اسے شاید مہینے میں ایک دفعہ بجاتا ہوں۔ میرے اندر بڑا موسیقار بننے کا جذبہ ختم ہو چکا ہے جو کہ جوانی میں تھا۔

48-یوحنا 13 باب۔

49-ایک بھائی نے مجھے بتایا کہ میری اس کتاب کا یہ حصہ اس کے لئے بہت بابرکت رہا ہے۔ اُس بھائی نے شادی نہیں کی۔ پہلے وہ سوچتا تھا کہ شاید اس میں کوئی برائی ہے لیکن اب ''اُس کے'' لئے خدا کا کلام بالکل واضح ہے کہ مسیح کی خدمت کرنے کیلئے اُسے کسی ساتھی کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا وہ شادی کئے بغیر خدا کی خدمت کر رہا ہے اور اُس کے دل میں کوئی شک یا وسوسہ نہیں ہے۔

50-یہاں یونانی لفظ Charimata استعمال ہوا ہے۔ اس لفظ کی جڑ لفظ

Charis ہے جس کا مطلب ہے فضل۔

51- 1- کرنتھیوں 14: 22 کو کلیسیاء کی جماعت میں بیگانہ زبان کے استعمال کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ اعمال 2 باب میں ہم دیکھتے ہیں بیگانہ زبان میں بات کی گئی۔ جہاں کئی جگہوں پر جماعت تھی اور بہت سے بے ایمان لوگ جمع تھے لہٰذا بیگانہ زبان بے ایمانوں کیلئے نشان ہیں نہ کہ ایمانداروں کیلئے۔ ہمیں کئی دفعہ ایسی بات بھی سننے کو ملتی ہے کہ کوئی شخص ایسی زبان بول رہا تھا جسے وہ خود بھی نہیں جانتا لیکن سننے والوں میں کسی شخص کی وہ زبان تھی۔ یہ باتیں کسی حد تک درست ہیں یہ میں نہیں جانتا لیکن ان میں بعض بڑے باوثوق ذرائع سے میرے تک پہنچی ہیں۔ چاہے ایسا ہو بھی پھر بھی یہ آیت 22 کی غلط تشریح ہے۔ کیونکہ آیت نمبر 21 میں یسعیاہ کی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ''بیگانہ زبان اور بیگانہ ہونٹوں سے میں اس قوم سے بات کروں گا لیکن پھر یہ میری نہ سنیں گے۔ خداوند فرماتا ہے'' یسعیاہ نبی کی کتاب کے 28 باب میں خدا افرائیم اور یروشلیم کی مذمت کر رہا ہے۔ اور اُن اقدامات کا ذکر کر رہا ہے جو وہ انہیں واپس لانے کیلئے کر رہا ہے تا کہ یہ لوگ توبہ کر لیں۔ لہٰذا وہ مختلف قسم کی سزاؤں کا بھی ذکر کرتا ہے۔ ان سزاؤں میں ایک یہ تھی کہ ان پر وہ لوگ حاکم ہوں گے جو ان کی زبان نہیں بولتے ہوں گے۔ یہ اُن کیلئے سزا کا نشان ہوگا۔

یہاں پولسؔ یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ اگر کسی کلیسیا میں لوگ بے گانہ زبان میں باتیں کرنے والے ہیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ خدا نے اُس کلیسیا کو سزا دی ہے اور اس کے اندر بے ایمان موجود ہیں۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اگر ان زبانوں کا ماخذ خدا نہیں ہے تو یہ زبانیں بولنے والے دھوکہ باز ہیں۔

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ پولسؔ رسول عبادت میں بیگانہ زبان میں بات کرنے سے منع کر رہا ہے نہ دعا کرنے سے۔ وہ زبان میں مراد غیر زبان میں دُعا کرنا لیتے ہیں۔ اور بیگانہ زبان میں باتوں سے مراد ویسے بات کرنا ہے۔ (زبان سے مراد یہ ہے کہ یہ زبان دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں بولی یا سمجھی جاتی ہے یا جاتی تھی یا پھر یہ فرشتوں کی زبان ہے۔ 1- کرنتھیوں 1:13) پچھلی کچھ دہائیوں میں غیر زبان سے مراد "دُعا کی زبان" کے تصور کو بہت فروغ ملا ہے۔ یہ لوگ عام عبادت میں غیر زبان میں دُعا کی پوری حمایت کرتے ہیں۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو یہ تشریح بھی اتنی مناسب نہیں ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ کلام مقدس میں دُعائیہ زبان کا کوئی تصور موجود نہیں یا یہ کہ زبانوں کی نعمت کے علاوہ کوئی اور زبان صرف دُعا کیلئے موجود ہو۔ 1- کرنتھیوں 14:14-15 اور اس سے ملحقہ آیات میں پولسؔ رسول زبان میں بات کرنے یا بیگانہ زبان میں دُعا کرنے میں کوئی تمیز نہیں کرتا۔ چونکہ 1- کرنتھیوں 14:21-22 میں کسی غیر قوم کی زبان کا ذکر ہے۔ لہٰذا دوسری آیات جن میں وہی الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ بھی کسی غیر ملکی زبان ہی کے متعلق ہیں۔ ان سب باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ پولسؔ رسول کلیسیائی عبادت میں غیر زبان کے استعمال سے منع کر رہا ہے۔ اُس کا مقصد یہ ہے کہ کلیسیائی اجتماع میں جو کچھ بھی ہو کلیسیاء کی ترقی کیلئے ہونا چاہئے۔

52- میرے خیال میں افسیوں 4:11 میں 5 باتوں کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس آیت میں استعمال ہونے والا یونانی لفظ 4 خدمتوں کا ذکر کرتا ہے۔ یعنی رسول، نبی، مبشر اور چرواہے اور اُستاد۔ یہاں چرواہا اور استاد ایک ہی خدمت کو ظاہر کرتے ہیں۔

اس کی مزید وضاحت کیلئے ہماری کتاب۔ نئے عہد نامہ میں کلیسیائی راہنما۔ صفحہ نمبر 60-56 دیکھیں۔

53-چارلس کولسن کا مضمون Breakint 16 نومبر 1968ء

54-بائبل کے اور حوالوں میں بھی باندھنے اور کھولنے کا ذکر ہے۔ لیکن جو حوالے یہاں بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں باندھنے اور کھولنے سے ایمانداروں کے اختیار کو ظاہر کیا گیا ہے۔

55-اس حوالے کا مرکزی مضمون کلیسیاء اور کلیسیاء کو قائم کرنے میں پطرس کا کردار ہے۔ پطرس کو آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں دی گئی تھیں۔ کنجیوں سے مراد اختیار اور ذمہ داری ہے۔ آسمان کا اختیار پطرس کے وسیلہ سے ظاہر ہونا تھا۔ اُس نے آدمیوں کیلئے آسمان کے دروازے کھولنا تھے۔ یہ پہلی دفعہ اُس وقت ہوا جب پینتکست کے دن اس نے آسمان کے دروازے یہودیوں کیلئے کھولے (اعمال 2 باب) پھر اُس نے سامریہ میں مخلوط یہودیوں کے لئے آسمان کے دروازے کھولے (باب 8) اور تیسری دفعہ اُس نے خدا کے کلام کے دروازے غیر اقوام کیلئے کھولے (اعمال 10 باب)۔ اس سے مراد انجیل کی منادی اور روح القدس کا نزول ہے۔

جب بھی انجیل کی منادی کی جاتی ہے اس کے دو ردعمل ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ اس کو قبول کر لیتے ہیں اور خدا کے ساتھ ایک رشتہ میں شامل ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ اسے قبول نہیں کرتے اور خدا کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں قائم ہوتا۔ گناہ میں قید ہونا اور اس سے آزاد ہونا بھی انجیل کی منادی پر ہاں یا نہ کہنے پر منحصر ہے۔ اپنے زندہ ہو جانے کے بعد مسیح یسوع نے یہ بات بڑے واضح انداز میں اپنے شاگردوں کو بتائی۔

56-اس حوالے میں بیان کی گئی تصویر میں ہمیں کلیسیاء کا اجتماع ایک عدالت کی شکل میں نظر آتا ہے۔ یہ لوگ دو بھائیوں کا فیصلہ کرنے کیلئے جمع ہوئے ہیں جو ایک دوسرے سے ناراض ہیں۔ جب کلیسیاء فیصلہ سناتی ہے تو اس کو ماننا دونوں بھائیوں پر لازم ہے۔ یہودیوں میں بھی کسی معاہدہ کو مستند اور پکا بنانے کیلئے یہی طریقہ استعمال کیا جاتا تھا۔ یہودیوں کے ادب میں ہمیں یہ الفاظ لکھے ہوئے ملتے ہیں کہ ''ربی فلاں فلاں اس معاہدے کو باندھتا ہے......'' یا ''ربی فلاں فلاں اس معاہدے کو کھولتا ہے......'' لہٰذا جب دو ناراض بھائی کلیسیاء کے پاس آتے ہیں تو کلیسیاء اُن کی سن کر ایک فیصلہ سناتی ہے۔ یہ فیصلہ دونوں پر لازم (یعنی باندھا ہوا) ہوتا ہے۔ اگر اُن میں سے کوئی یہ فیصلہ نہیں مانتا تو اُسے کلیسیاء سے خارج کر دیا جاتا ہے۔

57-یہاں مسیح یسوع شاگردوں کی عمومی خدمت کا ذکر کرتا ہے۔ اس میں یقیناً انجیل کی منادی کرنا بھی شامل ہے۔ کیونکہ ہم صرف انجیل کی منادی سے ہی دوسروں کو گناہوں کی معافی کی خوشخبری دے سکتے ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی انجیل کو قبول کرے تو اُس کے گناہ معاف ہوئے اور اگر کوئی اس کو رد کرے تو اُس کے گناہ قائم رہے۔ یہاں کلیسیائی نظم و ضبط کا ذکر بھی ہو سکتا ہے۔ متی 17:18 کے مطابق جو بھائی کلیسیاء کا فیصلہ نہیں مانتا اسے کلیسیا سے خارج (یعنی آزاد) کر دیا جاتا اور اُس کے گناہ قائم رہتے ہیں۔

58-یہاں جو صیغہ استعمال کیا گیا ہے اُس سے مطلب ہے کہ کام ہو چکا ہے۔ لیکن یونانی گرائمر کے مطابق اس سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ کام ہو چکا ہوگا۔

59-زیادہ تر لفظی ترجمہ بیان کرنے والے بائبل کے تراجم اس لفظ کا لفظی ترجمہ یہی کرتے ہیں۔

60- بعض لوگ متی18:15-18 کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ ان سے مراد یہ ہے کہ خدا کو ایمانداروں کی باتیں ماننا پڑتی ہیں (متی18:19-20) لیکن دراصل یہاں استعمال ہونے والے الفاظ میں حکم جاری کرنے کا مفہوم نہیں بلکہ عاجزی سے درخواست کرنے کا مفہوم نکلتا ہے۔

61- کلام مقدس میں ایسی پیشن گوئیاں اور اعلانات ہمیں نظر آتے ہیں۔ کئی دفعہ خدا خاص واقعات کے بارے میں اپنے لوگوں کو خاص مکاشفہ دیتا ہے۔

62- مکاشفہ کے ابواب 7اور 9میں ہم خدا (مالک) کی اپنے بندوں (غلاموں) سے محبت اور ان کی فکر کا ایک خوبصورت اور دلچسپ بیان پڑھتے ہیں۔ خدا کے غلاموں کے ہاتھوں پر خدا کی مُہر لگائی جاتی ہے۔ باب 9میں جب بچھوؤں کے زہر والی ٹڈیاں ظاہر ہوتی ہیں تو انہیں خدا کے غلاموں کو نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ کیونکہ ان کے ماتھے پر خدا کی مُہر موجود ہے۔

63- اعمال3:18

64- 1- رومیوں12:4, 14:9، 2- کرنتھیوں11:7، 12:13، 1- تھسلنیکیوں9:2، 2- تھسلنیکیوں8:3۔

65- یونانی لفظ Apoluo کا مطلب ہے "کھولنا۔ آزاد کرنا" تیسری آیت کا بہتر ترجمہ یہ نہیں ہوگا کہ انہوں نے انہیں جانے دیا۔ بلکہ یہ کہ "انہیں کھول دیا گیا"۔

66- متی24:17

67- 1- کرنتھیوں11:12

68- دیکھیں نوٹ نمبر1

"مگر تم میں سے ایسا کون ہے جس کا نوکر ہل جوتتا یا گلہ بانی کرتا ہو اور جب وہ کھیت سے آئے تو اُس سے کہے کہ جلد آ کر کھانا کھانے بیٹھ۔ اور یہ نہ کہے کہ میرا کھانا تیار کر اور جب تک میں کھاؤں پیوں کمر باندھ کر میری خدمت کر۔ اس کے بعد تو خود کھا پی لینا۔ کیا وہ اس لئے اُس نوکر کا احسان مانے گا کہ اُس نے ان باتوں کی جن حکم ہوا تعمیل کی؟ اس طرح تم بھی جب اُن سب باتوں کی جن کا تمہیں حکم ہوا تعمیل کر چکو تو کہو کہ ہم نکمے نوکر ہیں جو ہم پر کرنا فرض تھا وہی کیا ہے۔"

خدا کی مرضی کو جاننا اور اور اُس مرضی کا پورا کرنا۔ خُدا پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ چاہے اس کے نتائج کچھ بھی ہوں۔ یہی وہ زندگی ہے جو خدا کو پسند ہے۔ اور یہی مسیح کی غلامی کا اصول (Doulos Principal) ہے۔

جیمز گیرٹ ٹلسا کرسچن فیلوشپ کے ساتھ راہنماؤں میں ایک ہیں۔ وہ 1947ء سے اِس کلیسیا میں بطور بائبل ٹیچر اور راہنما خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اِن دِنوں میں وہ اپنے وقت کو مختلف خدمتوں میں تقسیم کرتے ہیں جن میں اپنی کلیسیا کا ایلڈر، مختلف شہروں میں جا کر بائبل کی تعلیم دینا، کلیسیائی راہنماؤں کو تربیت دینا اور اس قسم کی مختلف کتابیں اور مضامین لکھنا شامل ہے۔ اُن کی ایک اور کتاب "نئے عہدنامہ کے مطابق کلیسیائی راہنمائی" پہلے چھپ چکی ہے۔